





# الحکم کا خلافت نمبر

کی ردا ارماع کر آج جبکہ اسلام کا قصہ مرتز لزل  
ہو رہا تھا کھڑا کیا ہے تا وہ اس قصہ کو از سر نو مستحکم و مضبوط  
کر دے۔ نیز اس لئے کہ ہم اس آدم کا حقیقی چہرہ  
دنیا کو دکھاسکیں جس کے مقابل شیطان فوجیں  
اور طاغوتی لشکر کھڑے ہیں۔ کائنات دنیا دیکھے  
کہ پاکیزگی کا سمندر دنیا میں اس کے طفیل موجزن ہو رہا  
ہے۔ توحید الہی کی خوشگوار نسیم چلنے لگی ہے  
اور ان مقامات پر جہاں خدا نے ایمانہ چھپا لیا تھا۔  
اور وہ انسانوں کے قلوب اور ان کی بصیرت سے  
دور ہو گیا ہے۔ وہاں پھر خدا کا جلوہ نظر  
آنے لگا ہے۔

اور مردہ جسموں میں پھر روح خود کرنے  
لگی ہے۔ اور یہ سب کچھ اس اور اس  
پاک انسان کی وجہ سے ہوا ہے۔ جسے  
خدا نے اپنے ہاتھ سے خلافت کی ردا  
پہنائی چونکہ خدا نے چاہا ہے کہ وہ اس مادی دنیا  
میں اپنے حسن و جمال اور اپنے جلال اور کمال  
کو اس خلافت کے ذریعہ ظاہر فرمائے۔  
اس لئے اب کوئی طاقت اسے تخت خلافت سے  
اتار نہیں سکتی۔

پس اے میرے مومنو اور شریک

مودت عشاق

آؤ ہم مل کر تہیہ کر لیں کہ اپنے محبوب کے  
چہرے کو اور اس کے برکات و فیوض  
کو دنیا کے کونوں تک پہنچا کر چھوڑیں گے۔  
میں اس تحریر کے ذریعے ان لوگوں کو  
پکارتا ہوں جن کو اس کے مذہب کا کلام مقام  
نہیں پہنچا دیتا ہے۔ اور محبت الہی ان  
میں موجزن ہوئے لگ جاتی ہے۔ اور وہ  
جو اپنی زندگی اس کی زندگی میں محسوس  
کرتے ہیں۔ اور وہ جو اس ہر سراد پروردہ  
دار گرتے ہیں۔ اس کی آوازیں اپنے  
لئے حیات اور زندگی کا سامان پاتے  
ہیں وہ اٹھیں اور مجھے ایک ایسے خلافت نمبر  
کی اشاعت کے لئے مستحق بنادیں۔ جو حضور کی  
سیرت و صورت و اعمال و جلیلہ کا ایک فوٹو ہو۔  
میں ان محبت کے پروانوں کو دھونڈوں گا۔ اور  
عشق کی مورتوں کا انتظار کروں گا۔ ممکن ہے ان کی قوت  
میرے کمزوری سے مل کر مجھے کامیاب کر دے۔

اور بالآخر میں ہر اس بھائی سے جو اس مقصد میں میرے  
ساتھ متفق ہو درخواست کروں گا کہ وہ میرے اس عزم  
کے پورا ہونے کیلئے دعا فرمائے تا اللہ تعالیٰ میرے لئے  
غیب کی راہیں پیدا فرمائے۔ محمد احمد عرفانی

کیلئے الگ۔ العزیز ہر قسم میں مختلف قسم کے تائیدات ظاہر ہو رہے  
ہیں۔ اور پھر ہر قسم کے ہر ایک فرد میں ہدایت کا نور ہے  
مثلاً سورج کہیں نباتات کو خشک کرنے کا کام کر رہا ہے  
تو کہیں انہیں نشوونما اور نشی پیدا کرنے کا کام کر رہا ہے  
بالکل یہی حالت ان خدا نما انسانوں کی ہوتی ہے  
جو آئینہ الہی بن جاتے ہیں۔ وہ خدا تعالیٰ کی ہر صفت  
کا مظہر ہوتے ہیں۔ اور پھر ہر صفت ہر انسان کے لئے  
ہدایت کا نور عمل ظاہر کرتی ہے۔ اس لئے ان کی باتوں  
کو کوئی علم اور کوئی دماغ احاطہ نہیں کر سکتا۔ تاہم  
ان کی سیرت کے بعض جلوے ایسے ہوتے ہیں جو  
لوگوں کے سامنے لائے جاسکتے ہیں۔ تاہم اور ملک  
ان سے زندگی حاصل کریں۔

میں یقین رکھتا ہوں حضرت امیر المومنین کی سیرت  
کے مختلف پہلوؤں پر اگر لکھنے والے چند چند سطریں  
بھی لکھیں تو کسی ہزار صفحے کا اخبار بھی اس کے لئے  
کافی نہیں ہو سکتا۔ یہ امر نہ تو مبالغہ ہے اور نہ حقیقت  
سے دور میں نے جب اس امر کا عزم کیا۔ تو اس وقت  
میں نے اپنی طاقت کے مطابق یہ چاہا تھا کہ ایک ٹیٹو صفحے  
کا تصویر نمبر شائع کروں گا۔ اور میرا خیال تھا کہ میں اس  
کام میں نہایت آسانی سے کامیاب ہو جاؤں گا

مگر افسوس کے میرے راستے میں ایسی روکیں پیدا  
ہوئیں۔ کہ میں اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکا۔ اور  
یہ روکیں ایسی تھیں جن پر میں غالب نہ آ سکا۔ پہلی  
روک یہ تھی کہ کاغذ کی قیمت یکدم بڑھ کر دینی ہو گئی  
جس کی وجہ سے اخراجات کا اندازہ بالکل غلط ہو گیا  
اور اتنے روپے کی فراہمی میرے لئے مشکل ہو گئی۔  
دوسرے میری صحت اس قدر گر گئی۔ کہ میں حکم کو  
ہاتھ میں پکڑنے کے قابل نہ رہا۔

تاہم

میں نے نہ چاہا کہ میں اس ارادے سے نیچے اتروں  
اس لئے میں آج کا نمبر اپنے ارادے کی تہدید کے  
طور پر شائع کر رہا ہوں۔ اور اگر خدا تعالیٰ نے مجھے  
توفیق دی تو میں کم از کم ایک سو صفحے کا ایک اور  
خلافت نمبر جو بالقویہ ہو گا شائع کر سکوں گا۔

وہ اللہ التوفیق

ضرورت ہے کہ ہم حضور کے برکات اور فیوض کو  
دنیا کے کونوں تک پہنچا سکیں۔ اور بتلا سکیں کہ  
یہی وہ پاک انسان ہے جسے خدا تعالیٰ نے خلافت

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ  
بنصرہ العزیز کی ذات ایسی بلند پایہ اور جامع الصفات  
ذات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام  
کو آپ کی پیدائش سے قبل آپ کے عظیم الشان انسان  
ہونے کی اطلاع دی۔ ایسا انسان جس سے قومیں  
رستگاری حاصل کریں گی جو حق و باطل میں  
تمیز کر کے دکھا دے گا۔ جو امام ہو گا۔ اور  
صلح اور راستی کا علمبردار ہو گا۔ اور خدا تعالیٰ  
کی صفات کو دنیا کے سامنے ایسے رنگ میں پیش  
کرنی والا ہو گا۔ کہ دہریت اور مادیت کے  
فرزند بھی الوہیت کو اس طرح جان لیں گے۔  
کائن اللہ نزل من السماء

گویا کہ انہوں نے خدا تعالیٰ کو آسمان سے اترتے  
ہوئے دیکھ لیا۔ سچ تو یہ ہے کہ حضرت کی ذات والا  
صفات کے محامد اور برکات کا ایک جگہ جمع کرنا انسانی  
طاقت سے بالا ہے۔ حضور کی بعثت اللہ تعالیٰ کے  
اس کلام نے کہ

وہ حسن و احسان میں تیرا نظیر ہو گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت ہی قرار دی ہے  
اور ہم نے گذشتہ ۱۴ سال میں اپنی آنکھوں سے فیوض  
اور آپ کی قوت قدسی۔ آپ کی روحانیت آپ کی  
قرآن دانی۔ اور آپ کی دعاؤں کی قبولیت آپ کا  
نشر اسلام غیر معمولی اور غیر فانی اور آپ کی  
شان جلالی آپ کا عدل آپ کا انکسار۔ آپ کی  
محبت آپ کا حسن آپ کا احسان۔

العزیز

ہزاروں شاہین اپنی آنکھوں سے دیکھیں۔ اور  
ہمارے دل نے اس سے بصیرت حاصل کی میں نے  
چاہا کہ اس روحانی سورج کی روشنی میں بیٹھ کر اس کی خوبصورت  
کرتوں کو دنیا کے سامنے ایک خاص نمبر کے ذریعے ظاہر  
کرنے کی کوشش کروں۔ ایسے انسان اللہ تعالیٰ کی  
کامل و مکمل فنانوں کے مظہر ہوا کرتے ہیں جس طرح  
خدا تعالیٰ کی شانوں کا احاطہ کرنا ممکن نہیں ہوتا۔ ایسے  
ہی ان پاکیزہ اور راستہ باز انسانوں کی شان کا احاطہ  
کرنا بھی ممکن نہیں ہوتا۔ خدا کی مخلوق میں سے ایک  
سورج کو دیکھو اسکی کرنیں دیکھیں میں یک رنگ واقع ہوئی  
ہیں مگر سورج کا وجود انسانوں کے لئے الگ اثر رکھتا ہے  
جوانوں کیلئے الگ۔ نباتات کے لئے الگ۔ جمادات  
کے لئے الگ۔ سمندر والوں کے لئے الگ۔ اور مٹی سے درات



# سیرت المہدی کا ایک فرقہ

جناب شیخ محمد اسماعیل صاحب رسوئی کی قلم سے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک خادم جو آپ کی محبت میں گداز تھے۔ حضرت قاضی خواجہ علی صاحب مرحوم مغفور تھے۔ جو لدھیانے کے رہنے والے تھے۔ رہنوں نے ایک دن ظہر کی نماز کے بعد حضور کی مجلس میں عرض کیا کہ حضور مولوی عبدالعزیز صاحب حضور کی مخالفت میں اتنی ترقی کر گئے ہیں۔ کہ وہ جب تک حضور کی اور احمدیوں کی مخالفت میں برے نئے الفاظ بول کر اپنے منہ کو گندہ نہ کریں ان کا ایمان مکمل ہو ہی نہیں سکتا۔ ان کے خیال میں اب ایمان کی تکمیل یہی ہے۔ کہ حضور کی تکذیب کریں۔ اور آپ کو برا بھلا کہہ کر آپ کی جماعت کے دلوں کو زخمی کرتے رہیں۔ اور یہی وہ لوگوں کو وعظ کرتے ہیں۔ کہ میرزا صاحب کو کافر یقین کرنا چاہیے۔ اس پر حضور علیہ السلام نے فرمایا۔

اسی شخص کا ایمان کامل ہو سکتا ہے۔ جو خدا تعالیٰ کی قدرتوں پر پورا اور کامل یقین اپنے اندر پیدا کرے۔ اور خدا تعالیٰ کے خوف سے اپنے قلب کو لبریز کرے۔ اور اللہ تعالیٰ کے حکموں پر پورے طور پر کاربند ہو جائے۔ اور اپنے نفس کو خدا تعالیٰ کے حضور اس طرح گرا دے کہ یہ ایک بے جان چیز ہے۔ اور جو کچھ خدا تعالیٰ نے اسے دیا ہے اسے خدا ہی کو سوپ دے۔ اور جو بھی عمل کرے خدا تعالیٰ کی رضا مندی کے مطابق کرے اور اپنے اندر ذرا بھی مخالفت باقی رہنے نہ دے۔ بالکل اس طرح سے عمل کرے۔ جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو سکھایا تھا۔ اپنے اخلاص میں ایسی ترقی کرے۔ کہ اپنے تمام ارادوں کو ترک کر کے اللہ تعالیٰ ہی کے ارادوں کی تکمیل کرے۔ اپنے نفس پر پورے طور پر موت وارد کرے۔ اور اس کا اپنا کچھ بھی نہ رہے۔ نہ اس کی جان نہ اس کی اولاد۔ نہ اس کا مال۔ اور نہ اس کا اپنا کوئی راز دار ہی رہے۔ عرض سارے کا سارا ہی خدا کا ہو جائے۔ فرمایا

یہ وہ ایمان ہے جسے خدا تعالیٰ پسند کرتا ہے۔ اور جب یہ پیدا ہو جائے۔ تو بندہ خدا کی گود میں چلا جاتا ہے۔ اور یہ لوگ ہیں جو کامل الایمان ہیں۔ ہمارے دوستوں کو چاہئے کہ ایسے مولویوں کے وعظوں کی ذرا بھی پروا نہ کریں۔ یہ مولوی تو خود ایمان کی چاشنی سے محروم ہیں۔ اگر ان میں ذرا سا بھی ایمان ہوتا تو یہ ایسے بے خبر نہ ہوتے اللہ تعالیٰ کبھی بھی اپنی سنت کے خلاف نہیں کرتا۔ یہ لوگ تو دین الہی کو بھی اپنے ماتحت بنا رہے ہیں۔ اور سنت الہی سے بالکل بے خبر ہیں۔ اگر یہ لوگ سنت الہی کی حقیقت کو جانتے ہوتے تو یہ گمراہی میں مبتلا نہ ہوتے۔

اب تو ان لوگوں کی گمراہی کھل

گئی ہے۔ اور ان کی مرئیت کا پردہ چاک ہو گیا ہے۔ ان کے پاس کون سی دلیل ہے جس سے یہ مولوی سنت الہی کی تکذیب کر رہے ہیں۔ اور اپنے ایمان کو بھی ضائع کر رہے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کے ایمان کو بھی ضائع کر رہے ہیں۔

فرمایا

در اصل ایسے لوگ دہریہ طبیعت کے ہوتے ہیں اگر یہ لوگ خدا تعالیٰ پر یقین رکھیں۔ تو اپنے عیبوں کو دیکھیں۔ اور اپنی ہی اصلاح کریں۔ اور اپنے اندر لذیذ ایمان پیدا کریں۔ جس کی حلاوت سے ان کے دلوں کے گند دہل جائیں۔ وہ کون سا راست باز اور پاک باز ہے جس میں گندوں نے عیب نہیں نکالے۔ اگر یہ اللہ سے کچھ بھی غور کرتے۔ کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا کام کیا۔ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عثمان غنی اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا کام کیا۔ تو یہ گندہ دہن لوگ کبھی بھی دلیری سے ان پاک باز لوگوں کی تکذیب اور توہین کے مرتکب نہ ہوتے۔ پس یہ اللہ سے ہیں۔ اور کور باطن ہیں۔ ان کو ان کی خوبیاں نظر نہیں

آتیں۔ ہم نہیں جانتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ان چاروں جانبازوں میں سے کون خدا تعالیٰ کے حضور زیادہ قریب ہے۔ پس ہمیں تو چاروں میں خوبیاں ہی خوبیاں نظر آتی ہیں۔ کوئی عیب نظر نہیں آتا۔ ہمارے لئے تو چاروں ہی قابل عزت اور قابل تعظیم ہیں۔ ان کی آنکھوں نے اس پاک کا جمال دیکھا تھا۔ جس پر اللہ تعالیٰ اور اس کے تمام فرشتے درود بھیجتے ہیں۔ اگر وہ پاک باز نہ ہوتے تو ہم تک یہ دین اسلام نہ پہنچتا۔ پس پاک بازوں کی تکذیب کرنے والے کبھی بھی خدا کی درگاہ میں قبول نہیں ہو سکتے۔ یہی وجہ ہے کہ کبھی بھی ان لوگوں میں نہ کوئی عاف باللہ ہوا ہے اور نہ آئندہ ہوگا۔

آج بھی

میرے دل میں یہ پاک تعلیم موجزن ہے۔ اور حضور علیہ السلام کی مبارک آواز میرے کانوں میں یوں گونج رہی ہے۔ گویا کہ میں حضور کی مجلس میں بیٹھا ہوں اسن رہا ہوں۔ اس لئے

میں شیخ عبدالرحمن مصری کو بتلانا چاہتا ہوں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پاکیزہ تعلیم کو کس نے دنیا کے کناروں تک پہنچایا اور کسے حضور کی تعلیم کی حفاظت کی۔ کیا خدا تعالیٰ ابھی غلطی کر سکتا ہے۔ کہ وہ نہ پاک دیکھے اور نہ ناپاک دیکھے۔ اور یوں ہی کسی کی تائید کرتا چلا جائے۔ پس اے شیخ تو اللہ تعالیٰ کے عمل کو دیکھ کہ وہ کس کی تائید میں مکر رہتا ہے۔ اور اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کی حفاظت اور اشاعت کے لئے کس انسان کو چنا وہ وہی پاک انسان ہے۔ جو آج تحت خلافت پر متمکن ہے اور جسے خدا تعالیٰ نے اپنے کلام اور اپنی پاک



وحی میں

محمود

قرار دیا۔

گالیاں سن کر دیتا ہوں ان لوگوں کو  
رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے  
ایک دفعہ حضور کی مجلس میں ایک دوست نے  
عرصہ کیا۔ کہ حضور یوں تو میرے سارے گاؤں  
والے دشمن ہیں۔ مگر ایک شخص نے تو میری  
فخافت کی حد تک کر دی ہے۔ میرے جانوروں  
کو جنگل میں آرام سے چرنے نہیں دیتا۔  
اور میرے بھتیگوں کو نقصان پہنچاتا ہے۔  
اس سے مجھے بہت ہی تکلیف پہنچ رہی ہے  
ان تکالیف کو تو برداشت کر رہا ہوں۔ مگر ایک  
ایسی تکلیف ہے جو میری برداشت سے باہر ہے  
وہ میرے سامنے حضور کو شخص سے فحش  
گالیاں دیتا ہے۔ یہ تکلیف مجھے ہر وقت تڑپاتی  
ہے۔ اور میری برداشت سے باہر ہے۔ میں  
نے اسے بار بار کہا ہے کہ تو میری ماں بہن  
بیوی بیٹی جس کو چاہے گالیاں دے۔  
میں اسے برداشت کروں گا۔ مگر میرے پیر کو  
گالیاں نہ دے۔ یہ ظلم مجھ سے برداشت نہیں  
سہوتا۔ مگر وہ باز نہیں آتا۔ اب میں اس کا کیا  
علاج کروں۔ وہ میری ایک ڈانگ کی بھی مار  
نہیں ہے۔ یہ کہہ کر وہ دوست رونے لگ گیا۔  
اور اس بے صبری سے رویا۔ کہ ہم نے والے  
بھی رونے لگ پڑے۔ اور ہمارے پیارے  
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذات اقدس  
پر بھی رونے کا اثر پڑا۔ تب حضور نے

فرمایا

جو دھری صاحب! آپ نے آنحضرت صلی اللہ  
علیہ وسلم کے متعلق سنا ہو گا کہ آپ کو لوگوں نے  
کیسی کیسی تکلیفیں پہنچائیں تھیں۔ مگر وہ کیا ہی پاک  
وجود تھا۔ جو پیروں سے سرنک لوگوں کی جرح و اہی  
سے لبریز رہتا تھا۔ آپ کا کوئی وقت ایسا نہیں  
گذرنا تھا۔ جس میں آپ اللہ تعالیٰ کی مخلوق  
کی بھلائی نہیں کرتے تھے۔ پس جب لوگوں نے  
آپ کو بھی سنا سے بغیر نہ چھوڑا۔ تو میں کیا ہوں۔  
میں تو آپ کا ایک غلام ہوں۔ اگر وہ مجھے گالیاں  
دیتا ہے۔ تو اسے گالیاں دینے دیا کریں۔ اور  
آپ صبر کریں۔ صبر کرنا اللہ تعالیٰ کے انبیاء  
اور مرسلین کی سنت ہے۔ اور آپ تو انبیاء و مرسلین  
کی سنت کو تازہ کر رہے ہیں۔ اور یہ  
کوئی معمولی کام نہیں جو آپ کر رہے ہیں۔  
پس آپ صبر کرتے رہیں۔ کوئی راستہ ایسا  
نہیں گذرا جس کو دنیا کے طالبوں نے نہیں

سنایا۔ اور قسم قسم کے دھکوں سے ان کو چور چور  
نہیں کیا۔ پس اگر وہ گالیاں دیتا ہے تو اسے گالیاں  
دینے دیا کرو۔ کیونکہ ہمارے دشمنوں کے پاس  
اور ہے کیا۔ ان کے پاس تو گالیاں ہی ہیں۔ وہ  
اگر اچھے ہوتے تو ابھی باتیں کرتے۔ چونکہ ان  
کے پاس گالیاں ہی ہیں۔ اس لئے وہ گالیاں  
ہی دیتے ہیں۔

ہمارے دوستوں

کو چاہئے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے  
پاک نمونہ کو اختیار کریں۔ آپ نے صبر کا اعلیٰ  
نمونہ دکھایا ہے۔ ہمارے دوست بھی صبر کا اعلیٰ  
نمونہ دکھائیں۔ اگر یہ بات پیدا ہو جائے تو جرح  
اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کو فتح مند کیا تھا ایسے  
ہی اللہ تعالیٰ ہمارے دوستوں کو بھی فتح مند  
فرمائے گا۔

ایک دفعہ فرمایا

تم نے اللہ تعالیٰ کے راست بازوں کے حالات  
پڑھے اور سنے ہیں۔ وہ کیسے خیر خواہ اور کڑھنے  
والے تھے۔ پس ہماری جماعت کے لوگوں کو  
چاہئے کہ وہ بھی ایسا ہی کریں۔ اور تمام بنی نوع  
انسان کے سہارہ بن جائیں۔ اور جو لوگ اس  
پیارے سے روگردان ہو رہے ہیں ان کو محبت  
سے پیارے اس پیارے کے آستانہ  
پر جھکا دیں۔

فرمایا

ایسے پاک طریقوں سے ہدایت کی طرف لاؤ۔ کہ  
وہ تمہیں اپنا ہی خیر خواہ قیاس کر لیں۔ اور اپنا پرہیزگار  
جان لیں۔

ایک دفعہ فرمایا

تمہارا خدا تم سے تمہارے نفس کی قربانی چاہتا ہے  
تاکہ تمہارے نفس پر موت وارد ہو جائے۔ میں تم کو  
سچ سچ کہتا ہوں کہ جن کے نفس موتے ہیں وہ اس  
دروازے میں داخل ہی نہیں ہو سکتے جو اس  
یار یکبارہ کے لئے کھولا گیا ہے۔ اور یہ وہی  
دروازہ ہے جو آج سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ  
وسلم نے کھولا تھا۔ اور میں تو اسی دروازہ کا پتہ  
دینے کے لئے آیا ہوں

فتنوں کے متعلق

ایک دفعہ فرمایا۔

میں تم کو سچ سچ کہتا ہوں کہ ابھی ہماری جماعت  
کے لئے بہت سے فتنے آئیں گے۔ اور اپنی شدت  
میں ایک دوسرے سے بڑھ کر ہوں گے۔ اور یہ  
فتنے باہر سے بھی آئیں گے اور اندر سے بھی اٹھائیں  
جائیں گے۔ پس مبارک ہوں گے وہ جو ان فتنوں

میں پڑ کر سلامت روی اختیار کر گئے۔ اور اس کو  
صحیح مانیں گے۔ جو پہلے سے خدا تعالیٰ نے میرے  
پر اپنی پاک وحی کے ذریعے سے ظاہر فرمایا۔

اور جو لوگ ان فتنوں میں پڑ کر خدا تعالیٰ  
سے روگردان ہوں گے۔ وہ میرے

سے بھی روگردان ہوں گے۔ پس

یہ مقام خوف ہے۔

ہماری جماعت کو مفسدہ پردازوں  
سے بچنا نہایت ضروری ہے

فرمایا میں نے تم کو بہت دفعہ نصیحتیں کی ہیں۔  
پھر نصیحت کرتا ہوں۔ تم سب کان کھو لکر سن لو۔

فتنوں سے وہی لوگ نجات دیئے

جائیں گے۔ جو فتنہ بازوں سے پرہیز کر گئے۔  
اور اس کی گندی باتوں سے نفرت کریں گے۔

اور پھر اپنے آپ کو بچائیں گے اور اپنے  
ساتھیوں کو بھی بچائیں گے۔ اور فتنوں کے وقت

فروتنی اختیار کریں گے۔ اور اپنے جوشوں  
کو دبا لیں گے۔ اور صبر کا پورا نمونہ دکھائیں گے

دشمن چاہیں گے کہ تم بے صبری کر کے ان سے  
الٹھو اور تقوے کی چادر اتار کر پھینک دو۔ اور

ان کی طرح سے تم بھی پھینکا باز بن جاؤ۔ اور  
ٹنگے ہو جاؤ۔

اے عزیزو تمہارے دشمن نہیں جانتے  
کہ تم راست باز ہو۔ وہ تم کو گمراہی میں مبتلا کرنا

چاہتے ہیں۔ پس تم ان کی گمراہی سے بچو۔

اب دیکھو

حضور نے کس طرح کھول کھول کر ان تمام  
فتنوں سے قبل از وقت جماعت کو آگاہ

کر دیا تھا۔ پس یہ وہی فتنے ہیں جو بار بار  
اگر حضرت امام کی بچائی پر مہر تصدیق

ثبت کرتے ہیں۔

بدبخت ہیں وہ جو ان فتنوں کو

بھڑکاتے ہیں۔ اور بدبخت ہیں وہ جو ان فتنوں

میں بہ رہے ہیں۔ مبارک ہیں وہ

جو شہزادہ امن کے ساتھ ہیں۔ اور ان  
فتنوں سے دور ہیں۔



# خلافتِ ثانیہ کے کارنامے

حضرت ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب ایم آر اے۔ ایس ایل ڈن کے قلم سے

ہمارے نوجوان دوست عزیز کرم شیخ محمود احمد صاحب اپنے والد بزرگوار حضرت عرفانی کی طرح اشاعتِ حق کے واسطے ایک جوشیلی طبیعت رکھتے ہیں۔ اور صداقت کے پھیلانے کے واسطے انہیں دلچسپ نئی تجاویز سوچتی رہتی ہیں۔ چنانچہ اب انہوں نے ارادہ کیا ہے کہ اخبار الحکم کا ایک خلافتِ بھر شائع کریں۔ جس میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کے زمانہ خلافت کے عظیم الشان کارناموں کا ذکر ہو۔ اور انہوں نے خواہش کی ہے کہ میں بھی اس پر کچھ لکھوں بہ سبب علاقتِ طبع میں اس قابل نہیں کہ سلسلہ کے ایسے کاموں میں کما حقہ حصہ لے سکوں۔ تاہم مضمون کی اہمیت اور دلچسپی کو مد نظر رکھتے ہوئے چند سطریں لکھنے کا ثواب حاصل کرنا چاہتا ہوں۔

حضرت فضل عمر ایدہ اللہ کو خلافتِ ثانیہ پر متمکن ہونے اب ٹیٹلس سال گذرتے ہیں۔ اور اس عرصہ میں تائیدِ اسلام کے نمایاں کام دور اور نزدیک کے ملکوں میں ایسی عظمت سے قائم ہوئے ہیں کہ سلسلہ کے غالی معاذ بھی جماعتِ احمدیہ کی اسلامی خدمت کی مداح ہو رہی ہے۔ اور سلسلہ کا نظام ایسے اعلیٰ پایہ پر اور ایسی خوش اسلوبی سے چلایا جا رہا ہے۔ کہ وانا گورنمنٹ برطانیہ کے بعض نادان کارکن اس کے رعب سے ناحق خوفزدہ ہو کر جھنجھلائے لگ گئے ہیں۔ قادیان کی آبادی نے چند سالوں میں ایسی پر زور ترقی کی ہے۔ کہ اس وقت کم از کم ایک سو مکان ایسا تیار ہو چکا ہے۔ جن کے پایہ کا ایک مکان بھی ضلع بھر کی دوسری بستی میں نہ ہوگا۔ ہر ایک محلہ میں ایک نئی مسجد اللہ تعالیٰ کی عبادت کے واسطے بن گئی ہے۔ جن میں شب و روز حذائے واحد کی عبادت کے واسطے نماز ہی جمع ہوتے اور اللہ کی یاد میں اپنا وقت خرچ کرتے ہیں۔ جس محلہ میں ۱۹۱۷ء میں ایک بادوامی کام کرتے تھے۔ آج ان میں پندرہ بیس آدمی کام کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ اور یہی ترقی ہر محلہ کے کام میں ہے۔ اور عزیز اور کام کرنے والوں کی ضرورت محسوس ہو رہی ہے۔ ایک نازہ مثال معجزانہ قوتِ خلافت کی جوان دلوں دیکھنے میں آئی اور مومنوں کے واسطے ازباید ایمان کا موجب

ہو رہی ہے۔ وہ محلہ دارالعلوم کے بورڈنگ کی ہے جس میں سکولہ لڑکیوں کے ستر لڑکے تھے۔ جو اکثر لوگوں کے قادیان میں مکان بن جانے کے سبب یا اور بعض اسباب سے رفتہ رفتہ کم ہوتے ہوئے بورڈنگ قریباً خالی ہو گیا۔ تو خلافت کی ایک آواز نے انہیں بھرپور کر دیا۔ اور اب اس میں ۱۵۰ کے قریب بورڈر رہے۔ گویا جس بورڈنگ کو ویران ہونے میں ۱۰ سال گذرے تھے۔ اسے خلافت کی قوت روحانی میں ایک دن میں پھر آباد کر دیا۔ میں جب بورڈنگ کے پاس سے گذرتا ہوں تو مجھے ایک مردہ کے زندہ ہو جانے کا نظارہ دکھائی دیتا ہے۔ اور یہ پرکت خلافتِ ثانیہ کی ہے۔ غرض اس قسم کے بہت سے نشانات ہیں جو اب سورج کی طرح چمکتے ہوئے صداقت برکاتِ خلافت کے حق میں پر زور شہادت دے رہے ہیں۔ اس خاص نمبر کے صفحات پر ان کمالات کے بہت سے نمونے دیگ نامہ نگار اصحاب مطالعہ کریں گے۔ مجھے ان کے بیان کرنے اور دہرانے کی ضرورت نہیں۔ میں تمام جگہ بستیوں کو چھوڑ کر صرف ایک

## تنہا بلندی

کا ذکر کرتا ہوں۔ میں اپنی روحانی کمزوریوں اور علمی بے یارگی اور نحیف بدنی پر جب کبھی نگاہ کرتا تھا۔ تو میرے دہم و گمان میں بھی نہ آتا تھا۔ کہ کبھی میں بھی اس قابل سمجھا جاؤں گا کہ میں سمندر کا سفر سکوں۔ اور کسی دوسرے ملک میں جا کر کوئی دینی خدمت ادا کر سکوں۔ مگر حضرت اولوالعزم کے ایک فرمان نے مجھے ناتوان میں ایسی توانائی پیدا کر دی کہ میں جنگِ عظیم کے خوفناک ایام میں جبکہ تمام سمندر جرمینوں کے جنگی آبدوزوں سے بھرے ہوئے تھے۔ اور کسی جہاز کو نشانہ سے خالی نہ چھوڑتے تھے۔ ایسے وقت میں یہی صحیح مسلامت انگلستان پہنچا۔ اور تین سال وہاں تبلیغ کرنے اور بہتوں کے داخلِ اسلام ہونے کے بعد وہاں سے امریکہ پہنچا۔ جہاں خدا کے واحد کی عبادت کے واسطے دو مسجدیں قائم کیں۔ اور ایک ہزار کے قریب عیسائی میرے ہاتھ پر مسلمان ہو گئے۔ اور ایک سو ماہی رسالہ انگریزی میں جاری ہوا

میں اپنے اس کام کی کامیابی میں ہر وقت حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کی دعاؤں اور توجہ کو اپنے ساتھ پاتا تھا۔ اگر میں کبھی بیمار ہوتا۔ یا کسی تکلیف میں پڑتا تو میں حضرت خلیفۃ ثانی ایدہ اللہ کی خدمت میں درخواست دعا کے واسطے خط لکھتا۔ میں جانتا تھا کہ یہ خط ایک ماہ کے بعد قادیان پہنچے گا۔ مگر ساتھ ہی میرا ایمان اور یقین تھا۔ کہ خدا کے عالم الغیب کی طاقتیں اور قوتیں اللہ کو کتنی آئندہ اور ماضی سب پر یکساں حاوی ہیں۔ خدا جانتا ہے کہ جب یہ خط اس کے عہد کے پاس پہنچے گا۔ وہ اس کے لئے دعا کرے گا۔ پس اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ ہونے والی دعا کی قبولیت کے سامان پہلے سے مہیا کر دے۔ اس کی صفات میں سے ایک کفایتِ قدیم بھی ہے لقوالقدیم ہر چیز پر اس کو سبق ہے۔ اور ہر امر سے وہ آگے ہے۔ اور میرا تجربہ ہے۔ کہ جب میں خط پوسٹ کر دیتا۔ اس وقت سے مجھے صحت ہونے لگ جاتی۔ یا دیگر مقاصد پورے ہونے کے سامان پہنچنے لگ جاتے۔

## امریکہ میں مشن کی ابتدا

جب حضرت کا حکم مجھے لنڈن میں ملا کہ امریکہ چلے جاؤ۔ تو میں نے استخارہ کیا۔ استخارہ کے بعد میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ میں امریکہ میں ہوں ایک ہال میں میں نے صداقتِ اسلام پر لیکچر دیا۔ لیکچر کے بعد سامعین نے کچھ سوالات کئے۔ جن کے جواب دیے گئے۔ اور اس کے بعد جلسہ پر خواست ہوا۔ سب لوگ اٹھ کر چلے گئے۔ لیکن ایک نوجوان عورت بیٹھی رہ گئی۔ میں آگے بڑھا اور میں نے اسے کہا۔ کہ جلسہ تو ختم ہو گیا۔ آپ اب کس واسطے بیٹھی ہیں۔ اس نے کہا جو کچھ آپ نے دینِ اسلام کی خوبیوں میں بیان کیا ہے۔ اس سب سے مجھے پورا اتفاق ہے۔ اور میں آپ کے دین میں داخل ہونا چاہتی ہوں۔ میں نے اسے کلمہ پڑھایا۔ بیعت کی فارم پڑھ کر سنائی اور اس پر اس کے دستخط کرائے۔ اس طرح اسے مسلمان کر کے اس کا نام فاطمہ مصطفیٰ رکھا ہمارا طریق تھا۔ کہ ہر نو مسلم کو ایک اسلامی نام دیا کرتے تھے۔ بعض اس نام کو اپنے خاندانی نام کے ساتھ لگا لیتے تھے۔ مثلاً ایک صاحبِ سر جان سمٹھ ان کا خاندانی نام تھا۔ ہم نے اس کا اسلامی نام عبد اللہ رکھا۔ تو اب وہ بجائے جان سمٹھ کے عبد اللہ سمٹھ کہلانے لگا۔ مگر بعض مومن اپنے اطلاق میں ایسی ترقی کرتے تھے کہ وہ جان اور سمٹھ



ہر دو الفاظ کو بالکل چھوڑ دیتے تھے۔ اور صرف اسلامی نام پسند کرتے تھے۔ اس قسم کے ایک نو مسلم امریکہ میں مسٹر رسل تھے۔ جب وہ مسلمان ہوئے تو ان کا نام غلام رسول رکھا گیا۔ وہ اس نام کے ایسے پابند تھے کہ اگر ان کا کوئی بچہ انا دوست بہ سبب ناواقفی ان کا نام مسٹر رسل کر کے چھٹی لکھ دیتا تھا۔ تو وہ اس چھٹی کو لینے سے انکار کر دیتے تھے کہ یہ میرے نام کا خط نہیں ہے۔ عرصہ میں نے اس لیڈی کا نام عالم خواب میں فاطمہ مصطفیٰ رکھا ہے۔ یہ ایسا نام ہے جو میں نے عالم ہندواری میں کبھی کسی عورت کا دیکھا سنا نہ تھا۔ مگر خواب کا معاملہ اپنے اختیار میں نہیں ہوتا۔ اس رویار سے مجھے یقین ہو گیا۔ کہ میرا امریکہ جانا۔ اور وہاں جا کر سب سے اول اسلامی مشن قائم کرنا اللہ تعالیٰ نے میرے لئے مقدر کر دیا ہے۔ اور وہاں کسی ایک سید روحیں منتظر ہیں۔ کہ میرے ذریعہ سے دین اسلام کو قبول کریں۔ پس میں تو کلاً علی اللہ چل پڑا۔ اور اگرچہ مجھے امریکہ میں داخل ہونے میں بہت سی مشکلات پیش آئیں۔ مگر حضرت خلیفہ ثانی علیہ اللہ کی توجہ اور دعا کے طفیل میں ان تمام مشکلات کو برداشت کرنے کے قابل ہوا۔ اور بالآخر ملک میں داخل ہونے اور دین اسلام کا پہلا مشن وہاں قائم کرنے میں کامیاب ہوا۔ وہ واقعی اے اللہ العلیٰ العظیم۔

## ساحل امریکہ

جب ساحل امریکہ پر ہمارا جہاز پہنچا۔ تو وہاں کے حکمہ امی گرشین کے انسپکٹر جہاز پر آئے اور سب سے پاسپورٹ دیکھنے لگے۔ ایک انسپکٹر میرا پاسپورٹ دیکھ کر کہنے لگا۔ کہ آپ کے داخلہ ملک کے متعلق میں اکیلا فیصلہ نہیں کر سکتا۔ جب سب لوگوں کے پاسپورٹ وہ دیکھ چکے۔ تو چار انسپکٹر اکٹھے میرا پاسپورٹ معائنہ کرنے کے واسطے جمع ہوئے۔ اور میرے کام اور مشن کے متعلق حالات دریافت کرتے رہے۔ اور آخر انہوں نے مجھے فیصلہ سنایا۔ کہ آپ اسی جہاز پر واپس چلے جائیں۔ آپ کی واپسی کا خرچ ہمارے ذمہ ہے۔ میں نے کہا میں واپس نہیں جاسکتا۔ مجھے حضرت خلیفۃ المسیح کا حکم ہے کہ میں اس ملک میں داخل ہو کر تبلیغ اسلام کروں۔ فاطمہ پال رضاعی اور کسی ایک روپیہ بھی نہ لے سکتا رہی ہیں۔ کہ میں انہیں اتنا کہہ نہیں سکتا جانتی کروں۔ انہوں نے کہا ہم آپ کو اے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق دے دیے۔ اور آپ کو اس پر

عمل کرنا ضروری ہے۔ میں نے کہا اگر میں آپ کا فیصلہ ماننے سے انکار کروں تو پھر کیا ہوگا۔ انہوں نے کہا پھر آپ پر نڈیٹ ملک کے پاس اپیل کر سکتے ہیں۔ لیکن اپیل کے فیصلہ تک ہم آپ کو ایک مکان کے اندر بند کر دیں گے۔ جو یہاں سمندر کے کنارے بنا ہوا ہے۔ اور اپیل تحریر سی ہوگی۔ میں نے کہا مجھے بند ہونا منظور ہے مگر واپس جانا منظور نہیں اس پر انہوں نے مجھے ایک مکان میں بند کر دیا مگر میں وہاں اکیلا نہ تھا۔ اور بھی کچھ ایسے لوگ تھے جن کے پاسپورٹوں میں کچھ نقص تھا۔ یا ان کے پاس کوئی پاسپورٹ ہی نہ تھا۔ ان سے سلسلہ گفتگو جاری رہا۔ اور چھ مہینے کے عرصہ میں کہ میں وہاں رہا۔ ہندو آدمی مسلمان ہوئے۔ چھ مہینے کے بعد واشنگٹن سے نار آیا۔ کہ مجھے ملک میں داخل ہونے اور اپنا کام اسلامی مشن کا کرنے کی اجازت ہے تب میں نے

## نہو پارک

شہر میں جا کر ایک مکان کرایہ پر لیا۔ اور ایک ہال میں اسلام کی خوبیوں پر لیکچر دینے کے واسطے اعلان کیا۔ بہت سے لوگ جمع ہوئے۔ لیکچر ہوا اس کے بعد سوالات ہوئے۔ جواب دے گئے۔ جلسہ ختم ہوا۔ سب لوگ اکٹھے کر چلے گئے۔ مگر ایک نوجوان لیڈی بیٹی رہی (اسوقت میں اپنے خواب کو بھول چکا تھا) میں آگے بڑھا۔ اس سے وہی سوال کیا جو میں نے خواب میں کیا تھا۔ اور اس نے وہی جواب دیا۔ اس کے جواب پر مجھے اپنا خواب یاد آیا۔ تب میں نے کہا۔ ہاں میں آپ کو پہلے سے جانتا ہوں اور اپنی نوٹ بک میں سے اس کو اپنا خواب دکھایا۔ جو اس کے واسطے ازدیاد ایمان کا باعث ہوا۔ اور اسے مسلمان کیا۔ اور اس کا وہی نام خواب والا رکھا۔ یعنی فاطمہ مصطفیٰ۔ یہ حضرت اولوالعزم کے حکم اور توجہ کا نتیجہ تھا۔ کہ میں اس قدر تکالیف اور مصائب کو برداشت کر سکا۔ اور پھر جس مقصد کے واسطے میں بھیجا گیا تھا۔ اس میں کامیابی حاصل ہوئی۔

## ثابت رہنے والے دانے

جب حضور نے مجھے پہلی دفعہ ولایت جانے کا حکم دیا۔ تو وہ جنگ عظیم کے دن تھے۔ اور جنگ پورے زوروں پر تھا۔ اور اس وقت تک جرمن کا ایک طرح سے غلبہ تھا۔ اور واسطے انگریزوں کے جہازوں کے واسطے سمندری سفر بہت خوفناک تھا۔ بعض خیر خواہوں نے مجھے مشورہ دیا کہ میں حضرت کے حضور معذرت کروں مگر میں نے کہا میں تو ایسا خیال بھی نہیں کر سکتا۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح کوئی حکم کریں۔ اور میں اس پر عذر کروں۔ اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتا ہے۔

کہ میں راستہ میں مارا جاؤں یا قید ہو جاؤں۔ اگر قید ہو گیا تو قید کرنے والوں کو تبلیغ کروں گا۔ اگر مارا گیا تو میں زندگی کا چنداں خواہش مند نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے لاد میں مرنا بھی بڑی کامیابی ہے۔ ایک خیر خواہ عورت نے حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی۔ کہ ایسے خوفناک دنوں میں جب کہ جنگ کے سبب سے موتا موتی لگی ہوئی ہے اور لوگ اس کثرت سے مر رہے ہیں۔ جیسا کہ چکی میں دانے پیسے جاتے ہیں۔ آپ مفتی صاحب کو کیوں اس سفر پر بھیجتے ہیں حضور نے فرمایا۔ چکی میں پٹے والوں دانوں میں سے بھی کچھ ثابت رہ جاتے ہیں۔ مفتی صاحب انشاء اللہ ان ثابت رہ جانے والوں میں سے ہوں گے۔

سو ایسا ہی ہوا۔ ہمارے آگے کئی جہاز ڈبو گئے۔ اور ہمارے پیچھے کئی جہاز ڈبوئے گئے۔ مگر ہمارا جہاز درمیان میں سلامت رہا۔ جب ہم میڈیٹرینین سی میں داخل ہوئے تو جہاز کے کپتان اور تمام فائزے والے ڈرتے تھے کہ معلوم نہیں ہمارا جہاز کا کیا حال ہو۔ تب میں نے ایک کثف میں دیکھا کہ گویا خدا تعالیٰ خود اس جہاز کو چلا رہا ہے۔ اور ایک فرشتہ نے مجھے انگریزی میں کہا

"Ladly, Rest assured, this steamer will arrive safe."

صادق یقین رکھو یہ جہاز سلامت پہنچے گا۔ اور ایسا ہی ہوا۔ گویا میری خاطر اللہ تعالیٰ نے سارے جہاز کو بچایا۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی علیہ السلام کا فرمان پورا ہوا۔ کہ جہاں سب دانے چکی میں پس رہے تھے وہاں میں اور میرے ساتھ سوار ہونے والے خدا کے فضل سے بچ نکلے۔ اور میں صحیح سلامت لندن پہنچ کر تبلیغ کے کام میں مصروف ہو گیا۔ اور وہاں سب سے اول جو صاحب میرے ہاتھ پر داخل دین اسلام ہوئے۔ ان کا نام بھی مسٹر سیرو تھا۔ سیرو انگریزی میں چڑیا کہتے ہیں۔ گویا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا الہام سفید چڑیا پکڑنے کا پورا ہونے لگ گیا۔ اس نو مسلم کی تصویر عاجز کی کتاب "ذکر حبیب" کے صفحہ ۱۸ پر درج ہے۔

## خلافت اولیٰ

اور

## اس کا سب سے بڑا کام

میں نے حضرت بنی اللہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دو خلیفوں کو دیکھا ہے۔ میرے خیال میں خلافت اولیٰ نے جو بڑا سبق ہم کو دیا وہ یہ



تھا۔ کہ اس سلسلہ میں خلافت کا ہونا ضروری ہے۔ اور یہ سلسلہ خلفاء کا اللہ تعالیٰ نے قائم کیا ہے۔ اگر سلسلہ احمدیہ میں خلافت کا قیام منشاء الہی کے تحت نہ ہوتا۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال پر ہی کوئی خلافت قائم نہ ہوتی۔ لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ کا منشاء یہ تھا۔ کہ اس جماعت میں خلافت قائم ہو۔ اس واسطے وہ لوگ جو بعد میں نفس خلافت کے ہی منکر ہونے والے تھے۔ خدا تعالیٰ نے خود ان کو ہی وصال مسیح موعود کے وقت آگے بڑھایا۔ اور انہوں نے سب سے اول اقرار اطاعت کے ساتھ حضرت نور الدینؒ کی خدمت میں عاجزانہ تحریریں عرض پیش کی۔ کہ آپ خلافت قبول کریں۔ ہم آپ کی ایسی ہی اطاعت کریں گے جیسے کہ ہم حضرت مسیح موعودؑ کی اطاعت کرتے تھے۔ یہ تحریر ان کے دستخطوں کے ساتھ اخبار بدر میں چھپی ہوئی موجود ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کا ارادہ یہ تھا۔ کہ اس سلسلہ میں خلافت قائم ہو۔ اس واسطے خلافت اول کے وقت مطلقاً کوئی اختلاف نہ ہو۔ سب نے بالاتفاق خلافت کو مان لیا۔ اور سب نے بیعت کی۔ اور حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی اطاعت کی۔ پس پہلی خلافت برآستی یہ تھا۔ کہ سلسلہ حق میں خلافت کا قیام ضروری اور لازمی ہے۔

لیکن خلافت اول کے دوران میں بعض نادانوں نے یہ خیال کیا کہ خلافت ہمارے مان لینے کے سبب قائم ہوئی ہے۔ اگر ہم نہ مانتے تو کوئی خلیفہ نہ بن سکتا۔ اس واسطے ان لوگوں کے انکار اور مخالفت کے باوجود خلافت ثانیہ کو قائم کر کے اللہ تعالیٰ نے یہ بنادیا۔ اور ظاہر کر دیا کہ خلیفہ خدا بناتا ہے۔ انسانوں کے بنانے سے کوئی خلیفہ نہیں بن سکتا۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی خلافت کے قیام کے بعد دو سال کے اندر اندر اس قسم کے خیال بعض لوگوں نے ظاہر کئے تھے۔ تب ان دسواں کو دور کرنے والے واسطے وہ اپنے اکثر وعظوں میں یہ کہا کرتے تھے۔ کہ خلیفہ خدا بناتا ہے۔ مجھے بھی خدا نے خلیفہ بنایا۔ اور میرے بعد خدا ہی خلیفہ بنائے گا۔ پس خلافت ثانیہ سے جو سبق حاصل ہوئے ان میں سے سب سے پہلا سبق یہی تھا۔ کہ خلیفہ خدا بناتا ہے نہ کہ انسان۔

اس میں شک نہیں کہ خلیفہ بظاہر لوگوں کے انتخاب سے بنایا جاتا ہے۔ لیکن یہ ایک روحانی ہدایت ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کو خلیفہ بنانا چاہتا ہے۔ لوگوں کے دل اس کی طرف پھیر دیتا ہے اور اس کی عظمت اور محبت اور رعب لوگوں کے دل میں بچھا دیتا ہے۔ اور کسی کی طاقت نہیں ہوتی

کہ وہ اس کو خلافت سے الگ کر دے۔ اور جو اس کی مخالفت کرتا ہے وہ نقصان اٹھاتا ہے اور شکست پاتا ہے۔

## قیام خلافت اور الہی منشاء

حضرت خلیفہ اول کی زندگی میں ہی بعض لوگوں نے یہ وسوسہ پیش کیا تھا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے بعد کسی خلیفہ کے تقرر کا کوئی حکم نہیں دیا۔ بلکہ صدر انجمن کو ہی اپنا جانشین قرار دیا۔ اس کے جواب بہت سے لکھے جا چکے ہیں۔ اور حضرت صاحب کی اپنی تحریروں سے ثابت ہے کہ حضور کے بعد آپ کے خلفاء کا سلسلہ ہوگا۔ جیسا کہ دمشق والی روایت کی تشریح کرتے ہوئے حضور نے لکھا ہے کہ ممکن ہے کہ میرا کوئی خلیفہ دمشق جائے۔ چنانچہ حضرت خلیفہ ثانی ایہ اللہ کے دمشق جانے سے یہ بات پوری بھی ہو گئی۔ لیکن اگر بالفرض حضرت مسیح موعودؑ کا ہی منشاء تھا۔ تب بھی یہ دیکھنا چاہئے کہ سلسلہ دراصل اللہ کا ہے نہ کہ کسی انسان کا۔ اور اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ کہ اس کو کس طرح سے چلائے خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات پر سلسلہ خلافت کو قائم کر دیا۔ اور وہ آج تک بڑی کامیابی سے چل رہا ہے۔ اس کے متعلق مجھے ایک مباحثہ یاد آتا ہے۔ جو ایک مشیخہ اور سنی عالم کے درمیان ہوا تھا۔ اور جو حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ سنایا کرتے تھے۔ فرماتے تھے جب ہم طالب علم تھے۔ اور غالباً انھوں میں علم حاصل کرتے تھے۔ تو ہمارے استاد حکیم صاحب جو سنی تھے۔ ان کے ایک دوست شیعہ مجتہد تھے۔ وہ مجتہد صاحب ایک دفعہ ایک حدیث کا حوالہ نکال کر جس سے ان کا خیال تھا۔ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خلیفہ بلافضل ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اس پر شیعہ مجتہد اور حکیم صاحب میں مفصلہ ذیل گفتگو ہوئی۔

مجتہد صاحب۔ بہ بنید جناب حکیم صاحب۔ آیا ازین حدیث ہمیں ثابت نہیں ہوتا کہ منشاء جناب رسالت ہی ہمیں ہو کہ علی خلیفہ بلافضل شود حکیم صاحب۔ بلکہ قبلہ مجتہد صاحب ازین حدیث ہمیں ثابت نہیں ہوتا۔ کہ منشاء جناب رسالت ہی ہو کہ علی خلیفہ بلافضل شود و لکن ما چہ کہ منشاء جناب الہی نہ ہو۔ یعنی اسلام تو خدا کا دین ہے اور خدا ہی اس کو چلائے والا ہے۔ اگر بالفرض کسی امر میں منشاء کے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کچھ اور بھی تھا۔ تو جب تک

اللہ تعالیٰ کا منشاء ویسا نہ ہوتا۔ وہ بات کیونکر وقوع میں آسکتی تھی۔ ایسا ہی اگر بالفرض حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ منشاء تھا۔ کہ آپ کے بعد سلسلہ خلافت ہو۔ تو اب جبکہ منشاء الہی نے اس خلافت کو قائم کر دیا۔ تو اس کی طاقت ہے کہ اس کو توڑ سکے۔

## ایک سوال کا جواب

مولوی محمد علی صاحب کہا کرتے تھے۔ کہ خلافت کوئی چلنے والی بات ہوتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد چار ہی خلافتیں چل کر کیوں بس ہو گئیں۔ جب دو چار خلافتوں سے زیادہ یہ طریق چل ہی نہیں سکتا۔ تو ابھی سے اس کو کیوں بند نہ کر دیا جائے۔

اس کا جواب حضرت مولانا حافظ روشن علی صاحب مرحوم و مخفون نے ایک دفعہ لاہور میں مولوی محمد علی صاحب کو یہ دیا تھا۔ کہ مولوی صاحب یہ زندگی آپ کی کب تک چلے گی۔ چند سالوں کی بات ہے پھر تو آپ نے مرنا ہی ہے تو ابھی سے ہی کیوں مر نہیں جاتے۔ عرض جب تک اللہ تعالیٰ کسی سلسلہ کو چلائے۔ اس کے بند کرنے کے درپے ہونا نادانی ہے۔ اور گناہ ہے۔

مگر میں کہتا ہوں کہ یہ مولوی محمد علی صاحب کا وسوسہ غلط اور ناجائز ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خلافت کا سلسلہ انشاء اللہ علی رغم الف محمد علی تائید امت چلے گا۔ اور اس کے ذریعہ سے اسلام کا شیرازہ بند ہمارے گا اور مومنین کی تنظیم قائم رہے گی۔

## ابن رسول کی فتح

ایسا ہی مولوی محمد علی صاحب کہا کرتے تھے۔ کہ یزید کی بھی تو فتح ہو گئی تھی۔ اس واسطے فتح کوئی صداقت کا نشان نہیں۔ مگر ان کو یاد رکھنا چاہئے۔ کہ ہمیشہ یزید کی فتح نہیں ہو سکتی۔ اب ابن رسول کی فتح کا وقت ہے۔ مسیح ناصری دشمنوں کے ہاتھوں صلیب پر چڑھا گیا۔ مگر حضرت احمد باوجود اس کا شیل ہونے کے دشمنوں کے ہاتھ سے مارے نہ گئے۔ بلکہ ان کے دشمن ہلاک ہوتے رہے۔ ایسا ہی اب وقت ہے کہ ابن رسول کے مقابلہ میں ٹھہرا ہو۔ وہ شکست کھائے اور ذلیل ہو۔ مگر ابن رسول کی اللہ تعالیٰ تائید کرے گا۔ اور وہ دن وہ ترقی پائے گا۔ اور اس کا اقبال اور رعب زیادہ ہوگا۔ چنانچہ گذشتہ ۳۴ سال کی تاریخ



## حضرت خلیفۃ المسیح کی ایک نظم انگریزی نظم میں

میں امریکہ میں ہی تھا۔ جب کہ حضرت خلیفۃ المسیح  
ابیدہ اللہ کی نظم خطاب بہ نو جوانان قوم مجھے پہنچی جس کا  
پہلا شعر یہ ہے۔

نو جوانانِ جماعت مجھے کچھ کہنا ہے۔

پر ہے یہ شرط کہ صلاح میرا پیغام نہ ہو  
جب میں نے یہ نظم انگریزی میں ترجمہ کر کے اپنے  
نومسلموں کو سنائی۔ تو ایک لیدر جس کا پہلا نام  
مسز گاربر تھا۔ اور اس کا اسلامی نام میری زبان  
پر ایک شب راحت اللہ جاری ہوا تھا۔ اس نے  
اس کو انگریزی میں نظم کیا جسے رسالہ مسلم رسالہ  
بابت ماہ جولائی ۱۹۳۱ء میں شائع کیا گیا۔ اس نظم کا  
تبلیغی اثر اہل امریکہ پر بہت اچھا ہوا۔

### ڈگریاں

۱۹۱۱ء کا واقعہ ہے جبکہ میں بی۔ اے کے امتحان  
میں خیل ہو گیا۔ اس وقت میں تعلیم الاسلام ہائی سکول لائیاں  
میں سیکنڈ ماسٹر تھا میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ  
والسلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور اجازت چاہی  
کہ بی۔ اے کے امتحان کے واسطے پھر نیارسی کروں جس کو  
نے فرمایا اب آپ تا دیان آگئے ہیں۔ سرکاری ملازمت تو  
آپ نے کرنی نہیں۔ تو امتحان کے جھگڑوں میں پڑنے  
کا کیا فائدہ۔ اب آپ اس خیال کو چھوڑ دیں۔ اور یہ  
ڈگریاں خود بخود آجائیں گی۔ حضرت کا حکم تھا۔ میں  
نے اس خیال کو ترک کر دیا کہ امتحان دوں۔ مگر

اس امر کی گواہ ہے۔ مولوی صاحب اور ان کے  
مخلصوں نے بہتر سے زور لگائے۔ مگر وہ سب  
صاحب و خاصر ہوئے۔ اور آئندہ بھی ہر مخالفت  
و مذہب کا وہی حال ہوگا۔ جو گذشتہ مخالفین  
کا ہوا۔

## حضرت خلیفۃ ثانی کی دعا کا ترجمہ

میں امریکہ میں تھا۔ ایک دفعہ یہاں ہندوستان  
میں ایسی قحط سالی ہوئی۔ اور چند دن کی وصولی میں  
ایسی کمی واقع ہوئی۔ کہ متواتر چھ ماہ تک نہ یہاں  
تنخواہیں تقسیم ہو سکیں۔ اور نہ ہمیں کوئی روپیہ  
بھیجا گیا۔ سفر کا معاملہ تبلیغ کا کام اور وہ بھی غریب  
میں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے میری ایسی دستگیری فرمائی  
کہ کام جاری رہا۔ اور تبلیغ میں کچھ فرق نہ آیا۔ بلکہ  
انہی ایام میں میں نے رسالہ مسلم رسالہ جاری کیا  
جس کے مضامین کے یورپ اور امریکہ اور مصر  
اور شام اور ترکی کے اخبارات اپنے اپنے کاموں  
میں نقل کرتے اور ترجمہ کر کے شائع کرتے تھے۔ یہ  
حضرت خلیفہ ثانی کی دعاؤں کا نتیجہ تھا۔ کہ باوجود  
ایسی تنگی کے اس قدر عظیم الشان کام جاری رہا۔  
اور اس میں کچھ کمی واقع نہ ہوئی۔

## امریکہ کے نومسلموں کو پہلا پیغام

جب ۱۹۲۱ء میں میں نے پہلے پہل امریکہ میں  
اشاعت اسلام کا کام شروع کیا۔ اور مختلف شہروں  
میں جو نومسلم حقوڑے عرصہ میں سوئے تھے۔  
ان کے مرکز قائم کر دیے۔ اور نومسلم خود آگے  
تبلیغ کا کام کرنے لگے۔ تب حضرت خلیفۃ المسیح ابیدہ اللہ  
نے ان ابتدائی کام کرنے والوں کے نام مفصلہ ذیل  
پیغام بھیجا۔

”امریکہ کی نو آبادی کی بنیاد رکھنے والے  
اب تک عزت اور تکویم سے دیکھے جاتے ہیں۔  
ان کا کام دیوسی تھا۔ مگر اب میرے پیارے  
بھائیو اور بہنوں خدا تعالیٰ نے تمہیں مغربی دنیا  
میں ایک روحانی نو آبادی قائم کرنے کے واسطے  
سابقین اولین میں شامل کر دیا۔ اگر تم اپنا کام دیوسی  
محبت۔ جوش۔ صداقت اور وفا شعار دیوسی  
سے کرو گے۔ جیسا کہ ان لوگوں نے کیا تھا۔ تو  
تمہاری عزت و اکرام اور نیک نامی ان سے بڑھ کر  
ہوگی۔ کیونکہ تمہارا بدلہ نہ صرف اس دنیا میں ہوگا  
بلکہ آخرت میں بھی ہوگا۔ اور اس اللہ کی پاک رضا مندی  
تمہیں حاصل ہوگی جس کی عظمت اور حسن کا اس عالم میں  
کسی چیز کے ساتھ اندازہ نہیں کیا جاسکتا۔

اس بات کی سمجھ امریکہ جا کر آئی۔ کہ حضور نے جو  
فرمایا تھا۔ ڈگریاں خود بخود آجائیں گی۔ وہ کس طرح  
پوری ہوئی۔ سب اول جیفرسن یونیورسٹی نے مجھے  
ڈاکٹریٹ لٹریچر کی انگریزی ڈگری دی۔ اس کے  
بعد کسی اور یونیورسٹیوں سے ڈگریاں حاصل ہوئیں۔

اور یہ سب کچھ حضرت خلیفہ ثانی ابیدہ اللہ کی دعاؤں اور  
توجہ کا نتیجہ تھا۔ ورنہ مجھ میں کہلیہ طاقت تھی۔

کہ میں امریکہ جاؤں۔ اور ایک دوں۔ اور سفار میں لکھوں  
اور ڈگریاں حاصل کروں۔ اللہ تعالیٰ حضرت خلیفۃ المسیح

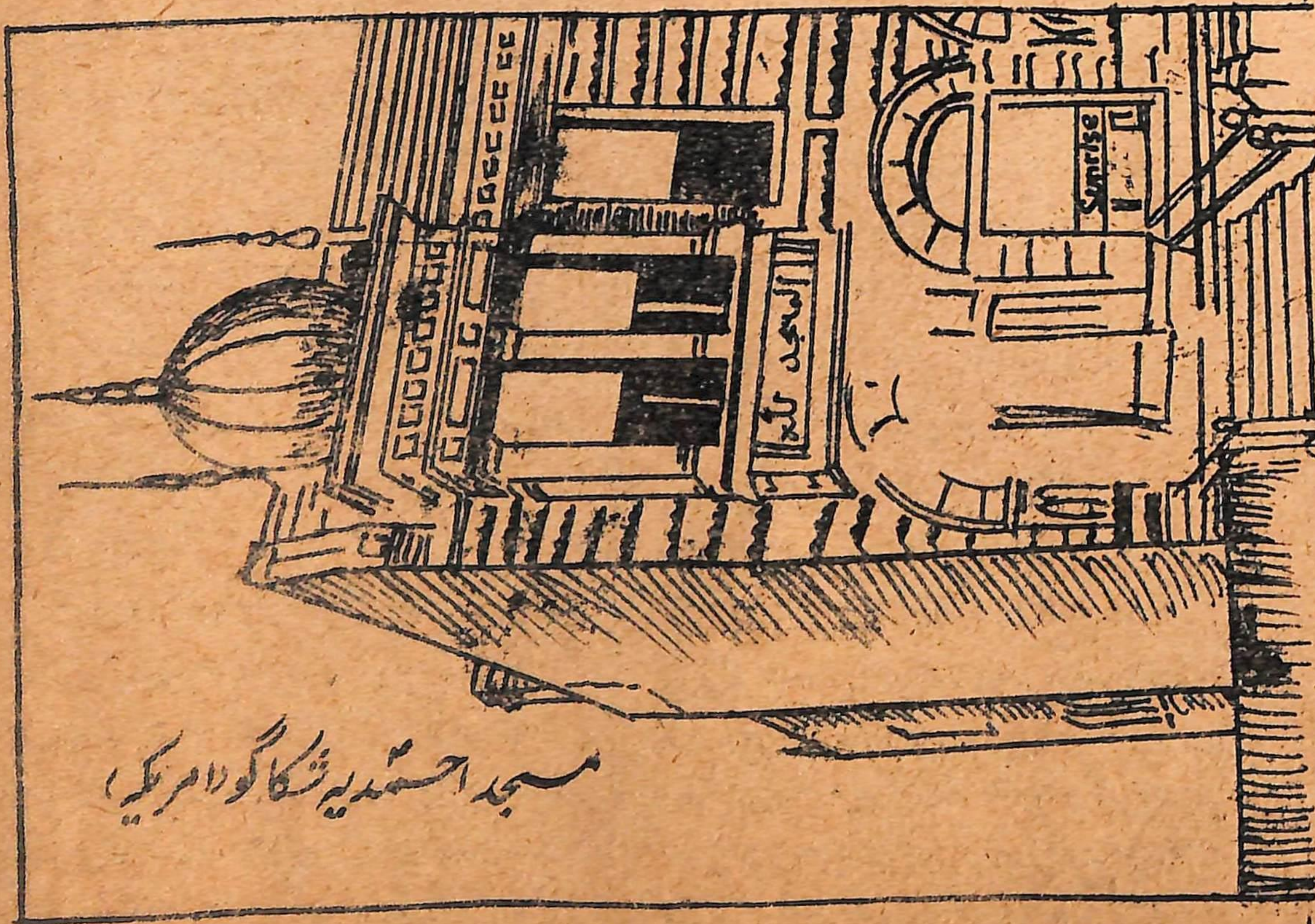
ثانی ابیدہ اللہ کو صحت عافیت ترقی درجات۔ اور  
فتح بابوں اور کامیابیوں کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے  
یہ میرا روزانہ وظیفہ دعا ہے۔ واللہ ہو المسیح العلیم۔

وہو الغفور الرحیم

## خلافت ثانیہ میں مساجد

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں  
جب کبھی کچھ دوست باہر سے شہروں سے آتے تھے  
تو عموماً دو باتیں حضور ان سے پوچھا کرتے ہیں۔ (۱)  
کیا آپ کے شہر میں کوئی اپنی مسجد ہے؟ (۲) کیا آپ  
کے شہر میں ہماری کچھ مخالفت لوگ کوستے ہیں۔ اہل  
دوم کے متعلق فرمایا کرتے تھے جہاں مخالفت نہیں  
ہوتی وہاں ترقی بھی نہیں ہوتی۔ اور امر اول کے متعلق  
فرمایا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے واسطے  
ضرور ایک مسجد بنانی چاہئے۔ خواہ چوترا ہی ہو۔

حضرت خلیفہ ثانی کے عہد میں بہت سی مساجد  
احمدیوں نے مختلف شہروں اور ملکوں میں بنائیں  
جن میں ایک لندن شہر کی پہلی مسجد ہے۔ اہل دوسری  
امریکہ میں۔ شہر شکاگو میں مسجد



مسجد احمدیہ شکاگو (امریکہ)



## حضرت خلیفۃ المسیح کی ایک نظم انگریزی نظم میں

میں امریکہ میں ہی تھا۔ جب کہ حضرت خلیفۃ المسیح  
ایده اللہ کی نظم خطاب بہ نوجوانان قوم مجھے پہنچی جس کا  
پہلا شعر یہ ہے۔

نوجوانانِ جماعت مجھے کچھ کہنا ہے۔

پر ہے یہ شرط کہ صالح میرا پیغام نہ ہو  
جب میں نے یہ نظم انگریزی میں ترجمہ کر کے اپنے  
نومسلموں کو سنائی۔ تو ایک لیدی جس کا پہلا نام  
مسز گاربر تھا۔ اور اس کا اسلامی نام میری زبان  
پر ایک شب راحت اللہ جاری ہوا تھا۔ اس نے  
اس کو انگریزی میں نظم کیا جسے رسالہ مسلم سن رائزر  
بابت ماہ جولائی ۱۹۳۱ء میں شائع کیا گیا۔ اس نظم کا  
تینہی اثر اہل امریکہ پر بہت اچھا ہوا۔

### دگریاں

۱۹۰۱ء کا واقعہ ہے جبکہ میں بی۔ اے کے امتحان  
میں فیصل ہو گیا۔ اس وقت میں تعلیم الاسلام ہائی سکول ملتان  
میں سینئر ماسٹر تھا میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ  
والسلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور اجازت چاہی  
کہ بی۔ اے کے امتحان کے واسطے پھر نیاری کروں حضور  
نے فرمایا اب آپ قادیان آگئے ہیں۔ سرکاری ملازمت تو  
آپ نے کرتی نہیں۔ تو امتحان کے جھگڑوں میں پڑنے  
کا کیا فائدہ۔ اب آپ اس خیال کو چھوڑ دیں۔ اور یہ  
دگریاں خود بخود آجائیں گی۔ حضرت کا حکم تھا۔ میں  
نے اس خیال کو ترک کر دیا کہ امتحان دوں۔ مگر

اس امر کی گواہ ہے۔ مولوی صاحب اور ان کے  
مہتمموں نے بہترینے زور لگائے۔ مگر وہ سب  
خائب و خاسر ہوئے۔ اور آئندہ بھی ہر مخالفت  
و کذب کا وہی حال ہوگا۔ جو گذشتہ مخالفین  
کا ہوا۔

## حضرت خلیفۃ ثانی کی دعا کا ترجمہ

میں امریکہ میں تھا۔ ایک دفعہ یہاں ہندوستان  
میں ایسی فحط سالی ہوئی۔ اور چندوں کی وصولی میں  
ایسی کمی واقع ہوئی۔ کہ متواتر چھ ماہ تک نہ یہاں  
تنخواہیں تقسیم ہو سکیں۔ اور نہ ہمیں کوئی روپیہ  
بھیجا گیا۔ سفر کا معاملہ۔ تبلیغ کا کام اور وہ بھی غریب  
میں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے میری ایسی دستگیری فرمائی  
کہ کام جاری رہا۔ اور تبلیغ میں کچھ فرق نہ آیا۔ بلکہ  
انہی ایام میں میں نے رسالہ مسلم سن رائزر جاری کیا  
جس کے مضامین کے یورپ اور امریکہ اور مصر  
اور شام اور ترکی کے اخبارات اپنے اپنے کاموں  
میں نقل کرتے اور ترجمہ کر کے شائع کرتے تھے۔ یہ  
حضرت خلیفہ ثانی کی دعاؤں کا نتیجہ تھا۔ کہ باوجود  
ایسی تنگی کے اس قدر عظیم الشان کام جاری رہا۔  
اور اس میں کچھ کمی واقع نہ ہوئی۔

## امریکہ کے نومسلموں کو پہلا پیغام

جب ۱۹۰۲ء میں میں نے پہلے پہل امریکہ میں  
اشاعت اسلام کا کام شروع کیا۔ اور مختلف شہروں  
میں جو نومسلم عقوڑے عرصہ میں ہوئے تھے۔  
ان کے مرکز قائم کر دیے۔ اور نومسلم خود آگے  
تبلیغ کا کام کرنے لگے۔ تب حضرت خلیفۃ المسیح ایده اللہ  
نے ان ابتدائی کام کرنے والوں کے نام مفصلہ ذیل  
پیغام بھیجا۔

”امریکہ کی نوآبادی کی بنیاد رکھنے والے  
اب تک عزت اور تکریم سے دیکھے جاتے ہیں۔  
ان کا کام دنیوی تھا۔ مگر اب میرے پیارے  
بھائیو اور بہنوں خدا تعالیٰ نے تمہیں مغربی دنیا  
میں ایک روحانی نوآبادی قائم کرنے کے واسطے  
سابقین اولین میں شامل کر دیا۔ اگر تم اپنا کام دینی  
ہی محبت۔ جوش۔ صداقت اور وفا شعار سی  
سے کرو گے۔ جیسا کہ ان لوگوں نے کیا تھا۔ تو  
تمہاری عزت و اکرام اور نیک نامی ان سے بڑھ کر  
ہوگی۔ کیونکہ تمہارا بدلہ نہ صرف اس دنیا میں ہوگا  
بلکہ آخرت میں بھی ہوگا۔ اور اس اللہ کا  
تمہیں حاصل ہوگی جس کی عظمت اور جلال اس عالم میں  
کسی چیز کے ساتھ انداز

اس بات کی سمجھ مجھے امریکہ جا کر آئی۔ کہ حضور نے جو  
فرمایا تھا۔ دگریاں خود بخود آجائیں گی۔ وہ کس طرح  
پوری ہوئی۔ سب آدلی جیفرسن دینی ورکس نے مجھے  
ڈاکٹر آف لٹریچر کی انگریزی ڈگری دی۔ اس کے  
بعد کسی اور یونیورسٹیوں سے دگریاں حاصل ہوئیں۔  
اور یہ سب کچھ حضرت خلیفہ ثانی ایده اللہ کی دعاؤں اور  
توجہ کا نتیجہ تھا۔ ورنہ مجھ میں کہلیہ طاقت تھی۔

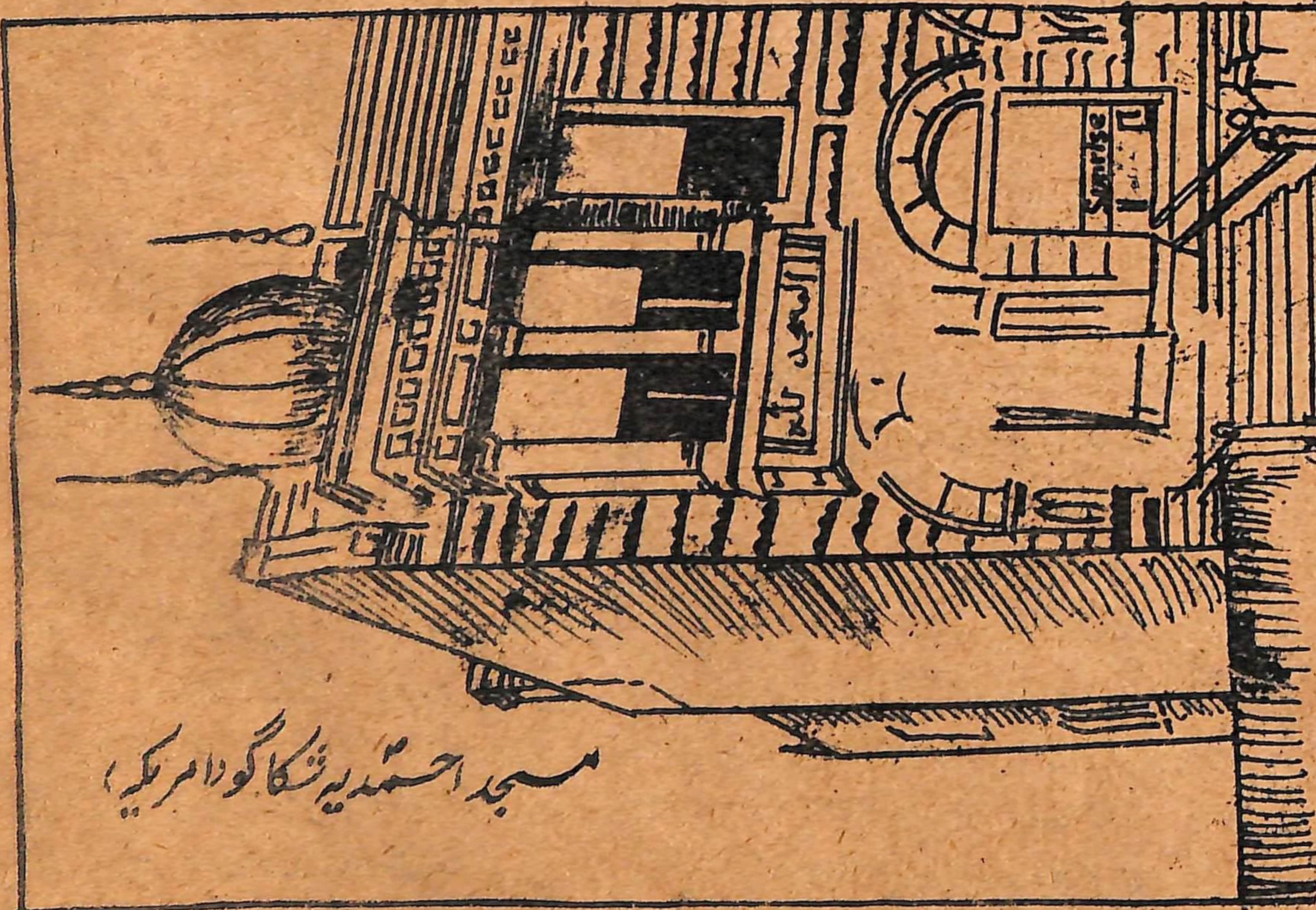
کہ میں امریکہ جاؤں۔ اور لیکچر دوں۔ اور مضامین لکھوں  
اور دگریاں حاصل کروں۔ اللہ تعالیٰ حضرت خلیفۃ المسیح

ثانی ایده اللہ کو صحت عافیت ترقی درجات۔ اور  
فتح بابوں اور کامیابیوں کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے  
یہ میرا روزانہ وظیفہ دعا ہے۔ واللہ ہو المسیح العلیم۔

وہو الغفور الرحیم

## خلافت ثانیہ میں مساجد

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں  
جب کبھی کچھ دوست باہر کے شہروں سے آتے تھے  
تو عموماً دو باتیں حضور ان سے پوچھا کرتے ہیں۔ (۱)  
کیا آپ کے شہر میں کوئی اپنی مسجد سے (۲) کیا آپ  
کے شہر میں ہر کسی کچھ مخالفت لوگ کرتے ہیں۔ اللہ  
دوم کے متعلق فرمایا کرتے تھے جہاں مخالفت نہیں  
ہوتی وہاں ترقی بھی نہیں ہوتی۔ اور امر اول کے متعلق  
فرمایا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے واسطے  
ضرور ایک مسجد بنانی چاہئے۔ خواہ چوترا ہی ہو۔  
حضرت خلیفہ ثانی کے عہد میں بہت سی مساجد  
احمدیوں نے مختلف شہروں اور ملکوں میں بنائیں  
جن میں ایک لندن شہر کی پہلی مسجد ہے۔ اللہ دوسری  
امریکہ میں۔ شہر شکاگو میں مسجد



مسجد احمدیہ شکاگو (امریکہ)



# انتقام محمد

از جناب سید محمود اللہ شاہ صاحب بی اے - نیروبی کینیا کاؤنٹی

موسم گرما کی ابتدا تھی گو ابھی میں بہت بچہ تھا۔  
مکہ حبشیات غیر معمولی طور پر تیز تھیں۔ میں گرد و پیش  
کے تاثرات اور تھیرات سے بہت متاثر ہوا کرتا  
تھا۔ میری والدہ رحمت اللہ علیہا چند روز سے نہایت  
پریشان اور مضطرب تھیں۔ رات کو آسمان کی طرف  
نگاہ اٹھا کے بار بار دیکھتیں اور بے قرار ہو کر کہتی  
”میرے اللہ رحم کر“ ”سنارے مرجھائے ہوئے ہیں“  
”ابسا معلوم ہوتا ہے کچھ ہونے والا ہے“.....  
میں سہم جاتا۔ خوف زدہ ہو جاتا۔ دن بھر میں اس  
مہم اور غیر عین ”کچھ ہونے والا ہے“ کے فکر میں  
غلاماں رہتا۔

میری والدہ (ان پر اللہ کی ان گنت برکات ہوں)  
سچ کہتی تھیں۔ ان کی گھبراہٹ بجا تھی۔ درست تھی۔  
ان کی روح ہونے والے سانحہ سے آگاہ تھی  
خود خالق الافلاک بھی متاثر تھا۔ ہائے وہ ساعت  
آپنی جیکہ رب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے نابوس  
علیہ الصلوٰۃ کو اپنے احمد علیہ السلام کو اپنے پاس  
بلانے کو تھا۔

موسم بہار رخصت ہوا۔ رخصت کیا ہوا.....  
دنیا جہان کی سرسبز مغربیں۔ کامرانیاں۔  
ظفریا بیاں اپنے ساتھ لیتا گیا۔ پنجاب کے دارالحکومت  
میں حضرت احدیت کا محبوب چند روز کے لئے تشریف  
لے گیا۔ اس کی زندگی کے آخری لمحے آہونچے۔  
اس کی آنکھیں جو ایک عالم کے ساتھ مسیحائی کر رہی  
تھیں مٹ گئیں۔ اس کے سانس جو عدوان جہان  
کو خاکستر بنا کر اس زمین کو پاک اور مطہر  
کیا کرتے تھے۔ رک گئے۔ آہ! صد آہ!!  
یہ سب کچھ اس کی اپنی خواہش سے ہوا۔ وہ  
اس غریب الوطنی کی زندگی سے اکتا گیا تھا۔ وہ  
ایک ماہی بے آب سے کروڑوں گنے زیادہ بے قرار  
تھا۔ اپنے رفیق اعلیٰ کے پاس جانے کو وہ تھلا رہا  
تھا۔ تڑپ رہا تھا۔ اس کی گود کے لئے۔

یہ ”صاحب منزلت تفرید“ اپنے آقا کی گود میں  
چلا گیا۔ وہ کموں پس اندگان یتیم بچوں کی حالت  
زار کا خاکہ کھینچنا میرے امکان سے باہر ہے۔ بڑے  
بوڑھے جو ضبط اور تحمل کی تصویر بنے رہتے تھے  
وہاں پر ہلکا کر روتے۔ ایک جو سب میں بڑا تھا  
عمر میں مرتبت کے نیا نیا سے۔ فضیلت و بزرگی کے

کے اعتبار سے۔ اور جو صاحب ”وجہ فی حضرت“  
کا جانشین بننے والا تھا کہتے ہیں کہ اٹھا۔ تا  
صبر و سکون کی تلقین کرے۔ مگر اٹھتے ہی اس نے کیا  
تو یہ کیا کہ خود چیخ چیخ کر رونے لگ گیا۔ یہ تھی صبر و سکون  
کی نصیحت۔ بس پھر کیا تھا۔ کبرام ہی توجھ گیا۔  
یہ وقت کتنا ہی نازک ہے۔ یہ سانحہ الم کتنا  
جان گسل ہے۔ پتھر سے پتھر دل بھی ایسے وقت  
میں موم ہو جاتا ہے۔ بدترین دشمن بھی تعصب و  
عناد کو بھول جاتا ہے۔ تمام رنجشیں اور کاوشیں فراموش  
ہو جاتی ہیں۔ مگر یہ واقعہ ہائیکہ تو بالکل ایک نرالی  
نوعیت کا تھا۔ رخصت ہونے والا رحمت للعالمین  
تھا۔ یہ درحقیقت کسی خاص قوم یا ملک کی طرف تھی۔  
نہیں تھا۔ یہ سب کا تھا۔ اور سب کا یکساں۔ وداع  
ہونے والے کے لئے عشاق کی اشک باری بے تعلقی  
اور اجنبی لوگوں کو بھی ہزار ہزار آنسو  
رلاتی تھی۔

تخلیق فطرت تو سب کی اچھی ہے۔ مگر اس فطرت  
سے کام لینے والے۔ اس کو استعمال کرنے والے  
یکساں نہیں۔ چند سنگدل۔ درندہ صفت۔ مغضوب علیہم  
کی سند یافتہ شور و غوغا کرتے آہنچے۔ نہ انہیں انبیا  
کی لاج ہے۔ نہ انہیں شرم محیا۔ انہوں نے ایسی ایسی  
بیہودہ حرکتیں کیں۔ اور ایسے ایسے جاسوز آوارے  
کئے۔ سوانگ بھرے کہ غیر اور اجنبی دینی عزیز  
والے، بھی مارے خجالت کے پسینہ پسینہ ہو رہے  
اند کر رہے ہیں اس نابوس الہی کی مقدس و معطر  
لاش ہے۔ اور باہر اس قسم کا تنگ آدمیت  
منظاہرہ ہو رہا ہے۔ لاکھ ضبط کیجئے۔ مگر کسے  
یار ائے تحمل ہے۔

اس بقعہ نور کے قریب اس کا لخت جگر۔ اس کے  
حسن و احسان کا نظیر ”نشان رحمت و قدرت  
و قربت“ کھڑا ہے۔ اس کی عمر بھی کوئی اٹھارہ ایک  
برس کی ہے۔ اس کے غم کا اندازہ وہی کچھ کر سکتا  
ہے جو اس کی شان کو اور اس داغ مفارقت  
دینے والے کی عظمت کا حق سمجھے۔ مگر ان سرود  
کی رفعت شان کو کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ اول الذکر  
اگر مظهر الحق والعلیہ۔ کائنات اللہ نزل من السماء  
تو ثانی الذکر ”انت منی بمنزلہ ولدی و تو حیددی  
و تفریدی۔ انت منی بمنزلہ لا یجدها الحق“

کے خطابات ملیا سے مشرف تھا۔ اس لئے  
اس صاحب عزم کا قلبی و اندوہ بھی تصور  
انسانی سے بہت ہی بالا اور عینی ہے۔  
”کلا یک متعددہ“ اسی طرح شور مچاتے جاتے  
ہیں۔ دیکھنے والوں کے لئے دس عبرت ہے  
سیح پاک علیہ و علی مطاع الف الف صلوة۔ نہ  
سچ فرمایا تھا کہ ایک شخص جو اس دنیا میں موجود  
ہے۔ جب تک وہ نہ کہ نفس کر کے اپنے سوک  
نظام نہ کرے۔ اور پاک ریاختوں سے گدے  
جذبات اپنے دل سے نکال نہ دیوے تب تک  
وہ کسی نہ کسی حیوان یا کیر کے کورے سے  
مشابہ ہوتا ہے یا گدھے سے یا کتے سے یا  
کسی اور جانور سے۔ اور اسی طرح نفس پرست  
انسان اس زندگی میں ایک جون بد بکر دوسری جون  
میں آتا رہتا ہے۔ اسی طرح زندگی  
میں ہزاروں موتیں اس پر آتی ہیں۔ اور ہزاروں  
جونیں اختیار کرتا ہے۔ اور اخیر پر اگر  
سعادت مند ہے۔ تو حقیقی طور پر انسان کی جون  
اس کو ملتی ہے۔ تو یہ کتنے بھونک بھونک کر  
اپنی بدبو سے فضا کو متعفن کر رہے ہیں۔ غرضت  
کو امتک بیدہ کی ”کو نہال شاخ الواعزم  
محمود بھی نقش انور کے قریب کھڑا یہ نظارہ  
دیکھ رہا ہے۔ اس وقت اس نے کیا کیا۔  
اس نے وہ کیا جو لاکھوں کروڑوں میں سے  
ایک بھی نہیں کرتا۔ اس نے اپنے مقدس  
باپ کے جسم اطہر کو مخاطب کر کے کچھ اس قسم کا  
وعدہ کیا۔ اے مسجود ملائک! میں نہیں دم لوں گا  
جب تک تیرے کام کو تکمیل تک نہ پہنچاؤں میں  
ان سب دردوں کو جب تک ”انسان کی جون میں  
نہ بدل لوں چیں نہیں کروں گا۔ بے شک میرا  
جسم نحیف و لاعزم ہے۔ مگر میری روح میں تیری  
آگ افزوختہ ہے۔ یہ ہے انتقام جو میں لوں گا  
اس بے حرمتی کا جو اس وقت معطر و مطہر نقش  
کے سامنے تیری کی جا رہی ہے۔ اگر میرا ساتھ کسی  
نے نہ دیا۔ تو میں اکیلا ہی تیری مشعل سے دنیا  
کا کونہ کونہ روشن کروں گا۔“

یہ وقت گذر گیا۔ نور الدین اعظم رضی اللہ تعالیٰ  
عنه تخت خلافت پر نشین ہوا۔ مشتاقان جمال احمد  
کو اس کے دم قدم سے ایک گود نشینی ملتی رہی  
اس کا قلب پر از نور یقین تھا۔ اس نے  
اپنے آقا کی جماعت کی تربیت احسن طور پر کی۔  
خود مصحف پاک کا عاشق تھا۔ بہی عشق اور بہی  
سوز اس نے ان کے سینوں میں پیدا کیا۔  
یہ اس زندگی کو بقا نہیں۔ ابھی چھ برس نہیں  
گذرے تھے۔ کہ یہ نور مجسم اپنے



ایک فیصلہ کن حوالہ !

مولوی محمد علی صاحب کو ایک تنوروں پر انعام دینے کا وعدہ

وہ مندرجہ ذیل استدلال غلط ثابت کریں

الجناب مولانا جلال الدین صاحب شمس مہلے لندن

میں پیشگوئی کی گئی ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے اس  
 عاجز پر ظاہر کیا ہے کہ ایک دوسرا بشیر تمہیں دیا  
 جائے گا۔ جس کا دوسرا نام محمد **ص** ہو گا۔  
 ہے۔ وہ اپنے کاموں میں اولو العزم ہو گا۔  
 یخلق اللہ ما یشاء (سبز اشتہار حاشیہ صفحہ ۵۸ تا ۶۱)  
 اور اس پیشگوئی کے پورا ہونے کے متعلق حقیقت ہو  
 صفحہ ۶۴ میں فرماتے ہیں :-

”تب خدا تعالیٰ نے ایک دوسرے لڑکے کی بشارت دی۔ چنانچہ میرے سبز اشتہار کے ساتویں صفحہ میں اس دوسرے لڑکے کے پیدا ہونے کے بارے میں یہ بشارت ہے۔ ”دوسرا بشیر دیا جائے گا۔ جس کا دوسرا نام محمود ہے وہ اگرچہ اب تک جو یکم دسمبر ۱۸۸۸ء ہے پیدا نہیں ہوا۔ مگر خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق میعاد کے اندر ضرور پیدا ہوگا۔ زمین و آسمان ٹل سکتے ہیں پر اس کے وعدہ کا ٹلنا ممکن ہے یہ عبارت سبز اشتہار کے صفحہ ۷ کی ہے جس کے مطابق یکم جنوری ۱۸۹۹ء میں لڑکا پیدا ہوا۔ جس کا نام محمود رکھا گیا۔ اور اب تک بفضلہ تعالیٰ زندہ موجود ہے۔ اور سترھویں سال میں ہے۔“

سبز اشتہار کا موعود خلیفہ برحق

اور لوگوں کا مفقود ہے

اس سبز اشتہار حاشیہ ص ۱۶۱ کی عبارت جو اوپر درج ہو چکی ہے صاف بتاتی ہے کہ محمود کے ذریعہ سے دوسری قسم کی رحمت کی تکمیل ہونی تھی۔ اور دوسری قسم کی رحمت کی جو تفصیل حضرت اقدسؒ نے بیان فرمائی ہے اس کی رو سے یا تو آپ کو رسول یا نبی ہونا چاہئے تھا۔ یا امام یا ولی یا خلیفہ۔ سو اللہ تعالیٰ نے آپ کو خلیفہ بنا کر دوسری قسم رحمت کی تکمیل کی تا آپ کی اقتدار اور ہدایت سے لوگ راہِ راست پر

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح اثنانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز  
کی خلافت کے بارہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور  
پھر اولیائے امت نے بھی پیشگوئی کی ہے۔ لیکن  
میں اس جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک تحریر  
پیش کرنا ہوں۔ جو ہمارے اور غیر مبالعین میں تمام  
متنازعہ امور کے لئے ایک فیصلہ کن تحریر ہے۔  
حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں  
”و خدا تعالیٰ کے انزالِ رحمت اور روحانی برکت  
بخشنے کے لئے بڑے بڑے عظیم الشان دو طریقے ہیں  
اول: یہ کہ کوئی مصیبت اور غم و اندوہ نازل کر کے  
صبر کرنے والوں پر بخشش اور رحمت کے دروازے  
کھولے۔

دوم۔ دوسرا طریق انزال رحمت کا ارسال

مرسلین و نبیین و ائمہ و اولیاء و خلفاء ہے

”ناان کی اقتدا اور ہدایت سے لوگ

..... راہ راست پر آجائیں

..... اور ان کے نمونہ پر اپنے

تمہیں بنا کر نجات پا جائیں۔ سو خدا تعالیٰ نے

چاہا۔ کہ اس عاجز کی اولاد کے ذریعہ سے یہ دونوں  
 شق ظہور میں آجائیں۔ پس اول اس نے قسم اول کے  
 کے انزال رحمت کے لئے بشیر کو بھیجا۔ تا وہ بشر الصابری  
 کا سامان سونوں کے لئے تیار کر کے اپنی بشریت  
 کا مفہوم پورا کرے۔ سو وہ ہزاروں سونوں کے  
 لئے جو اس کی موت کے غم میں محض اللہ شریک ہوئے  
 بطور فرما ہو کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ان کا شیخ کھڑا  
 اور اندر ہی اندر بہت سی برکتیں ان کو پہنچا گیا۔

اور دوسری قسم رحمت کی جو ابھی ہم نے بیان کی ہے۔ اس کی تکمیل کے لئے خدا تعالیٰ دوسرا بشیر بھیجے گا۔ جیسا کہ بشیر اول کی موت سے پہلے ۱۸۸۸ء کے اشتہار میں اس کے بارے

محجوب حقیقی سے جا ملا۔ اس پر میرے اللہ کی بیشمار  
رحمتیں اور برکتیں ہوں۔

حضرت نور الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا آنکھیں  
 بند کرنا ہی تھا۔ کہ جسدِ احمدیت پر لرزہ طاری  
 ہوا۔ کچھ امراض جو پہاں تھے اب موسم کی تبدیلی  
 سے رونما ہو گئے۔ اُن کے شدت غلبہ نے  
 ایک خوفناک شکل اختیار کر لی۔ پڑے پڑے  
 مضبوط قوسی اور شجاع سراں اور تیراں تھے  
 ..... الہی تیرا شکر کس طرح ادا کروں۔  
 تو بڑا ہی رحیم و کریم ہے۔ تو نے محض اپنے  
 فضل سے حضرت محمود ایدہ اللہ بنصرہ کو بامقصد  
 اور طبیب منتخب فرمایا۔ اُس نے اس جسد کی فصد  
 کھولی۔ گندے مواد کے اخراج سے قدرتا وجود  
 احمدیت کچھ ضعیف اور کمزور سا ہو گیا۔ مگر اس طبیب  
 روحانی نے غذاؤں اور مقوی ادویہ سے اس  
 کو گویا از سر نو زندہ کر دیا۔

وہ عہد جو اس "کلمۂ تجید" نے اس  
صاحب شکوہ اور عظمت "نے کیا تھا۔ وہ اسے  
یاد تھا۔ اور سچ تو یوں ہے کہ ہر آن اس کے  
پیش نظر تھا۔ اس کے دل و دماغ پر مستولی تھا  
اندرونی اصلاح کے بعد اس نے اس طرف توجہ کی  
اس نے اس عہد کو اچھی طرح نبھا۔ اس کے علاج  
سے بہت سے "حیدان گیرے کوڑے لگے۔  
کہتے "انسان سے بااخلاق انسان۔ اور پھر باعدا  
انسان بنے۔ بعض ورندے اور خنزیر اس  
آسمان سے اترنے والے کے ذریعہ قتل و ہلاک  
ہوئے۔ تا۔ زمین والوں کی راہ سیدھی ہو۔ اس  
"فرزند دلبند گرامی ارجمند" سے تو میں ہرکت  
پر ہکت پارہی ہیں۔ اس پر دستگاری پارہی  
ہیں۔ بے شک میرے اللہ تو سچا تیرے وعدے  
سچے۔ تیرے فرمان حرف بہ حرف پورے ہوئے  
اور پورے ہیں۔

میری دعا ہے کہ ”فتح و ظفر کی کلید“ اپنی  
آب و تاب میں بڑھتی چلی جائے۔ اور اس کا  
انتقام نہ ختم ہو اور نہ ختم ہو۔ میں دنیا سے اٹھ  
جھاؤں۔ میری بیڑیاں خاک سے جائیں۔ یہ اس کے  
حسن اور اس کی شان میں فرقی نہ آئے۔۔۔ یہ  
”غلامِ زکی“ بڑھتا چلا جائے۔ اور جلد بڑھتا  
چلا جائے۔ نقطہ کمال کی توجہ نہیں۔ انتہا نہیں  
جس طرح تیری حد اور انتہا نہیں۔۔۔۔۔  
اے خدا! تو یوں ہی کر !!





# لندن مشن کی تاریخ کا ایک ورق

از جناب چوہدری فتح محمد صاحب پال ایم اے (ناظر علی)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا نوازش نامہ مورخہ ۵ اپریل ۱۹۳۳ء ملا۔ میں لندن کی تاریخ تو نہیں لکھ سکتا۔ لیکن ابتدائی واقعات کے متعلق کچھ عرض کرتا ہوں۔ میرے جانے سے پہلے خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم لندن میں تبلیغ اسلام کر رہے تھے۔ ان کے کام کو تقویت دینے کے لئے تجویز تھی کہ کوئی دوسرا آدمی روانہ کیا جائے۔ یہ واقعات ابتدا ۱۹۱۳ء کے ہیں۔ اس کام کے لئے حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے چند دوستوں کو لندن جانے کی تحریک کی۔ لیکن خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم اور مولوی محمد علی صاحب کے ڈر کی وجہ سے عام طور پر لوگ جانے کے لئے تیار نہیں ہوتے تھے۔ اور لوگوں کا خیال تھا کہ مبلغ بجائے مفید کام کرنے کے ان لوگوں کی ریشہ دوانیوں کا شکار ہو کر خواہ مخواہ ذلیل ہو گا۔ اور واپس بلا دیا جائے گا۔ تب میں نے دیکھا کہ کوئی دوست آگے بڑھنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کو ایسی خاموشی سے سخت رنج ہے۔ اس لئے میں نے اپنی خدمات پیش کر دیں۔ حضرت خلیفہ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ کرم مولوی محمد الدین صاحب اور مجھے ولایت روانہ کر دیا جائے۔ لیکن مولوی محمد علی صاحب نے مولوی محمد الدین صاحب۔ اور میری طرف اس بات کو منسوب کیا۔ کہ گویا ہم دو لوگ قریباً ۲۰ ہزار روپے کا مطالبہ کیا ہے۔ اور اسے ہماری طرف منسوب کر کے حضرت خلیفہ المسیح اول سے زبانی کہا یا لکھ دیا۔ اس سے حضرت امیر رضی اللہ تعالیٰ نے عہدہ مجھ سے سخت ناراض ہوئے میں نے بہت عذر کیا کہ میری طرف سے کسی قسم کا مطالبہ نہیں ہوا۔ لیکن اس وقت حضرت امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ماننے میں یہ بات نہیں آئی۔ اس پر میں نے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے یہ عقیدہ کر لیا کہ صدر انجمن اور اس کے سیکرٹری صاحب کی مدد کے بغیر ہی لندن روانہ ہو جاؤں

اس خیال کا اظہار میں نے حضرت فضل عمر مرزا بشیر الدین محمود احمد (جو ہمارے موجودہ خلیفہ ہیں) سے کیا حضور نے بڑی مہربانی سے فرمایا کہ میں اس وقت

آئیں۔ آپ کے نمونہ پر اپنے تئیں بنا کر نجات پائیں۔ پس یہ ایک ہی حوالہ ایسا ہے جس سے غیر مبایعین کا باطل پر ہونا یقینی طور پر ثابت ہو جاتا ہے۔ اگر وہ کہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کوئی خلیفہ نہیں ہونا چاہئے۔ تو یہ بھی حضرت اقدس کے مذکورہ قول کے صریح خلاف ہے۔ کیونکہ اس میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے خلیفہ بنائے گا۔ اور دوسری قسم رحمت کی تکمیل کرے گا۔ اگر کہیں کہ ہم انہیں اس لئے خلیفہ نہیں مانتے کہ ان کے عقائد درست نہیں وہ ضلالت پر ہیں۔ تو اس کا جواب بھی اس میں موجود ہے۔ کیونکہ حضرت اقدس فرماتے ہیں۔ کہ وہ اس لئے خلیفہ یا امام ہوں گے۔ کہ نا لوگ آپ کی اقتدار اور ہدایت سے راہ راست پر آئیں۔ اور آپ کے نمونہ پر اپنے تئیں بنا کر نجات پائیں۔ یہ استدلال میں نے اپنی تقریر میں حوالہ جملہ ۱۹۳۲ء کے موقع پر سنی کیا تھا۔ جو بعد میں چھپ کر شائع بھی ہو گئی۔ لیکن غیر مبایعین میں سے کسی کو اس استدلال سے غلط ثابت کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ جسے اب میں الحکم کے خاص نمبر میں بوجہ انعام ایک سو روپیہ شائع کرنا ہوں۔ اگر مولوی محمد علی صاحب میرے استدلال کو غلط ثابت کر دیں تو انہیں مذکورہ بالا انعام دیا جائے گا۔ آخر میں میں ازراہ عہدہ دسی ان سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وہ حذرا ان ترقیات کو دیکھیں۔ جو گذشتہ ۲۴ سال میں محمود کو اللہ تعالیٰ نے عطا کیں۔ اور اپنی پے در پے ناکامیوں پر غور کریں جو اس عرصہ میں ان کے حصے آئیں۔ اور پھر سوچیں کہ خدا کس کے ساتھ ہے؟

## وصیت نمبر ۳۶

مکہ عبدالرحیم ولد میان جمال الدین موسیٰ قوم شیخ بافندہ پیشہ دکانداری عمر ۴۸ سال پیدائشی احمدی ساکن لکھنؤ چوں ڈاکنی دنگ ضلع جالندھر بقائمی پوشش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اس وقت میری ماہوار آمد تخمیناً مبلغ ۳۰ روپے ہے۔ میں اسکا دسواں حصہ وصیت ماہ بہ ماہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کو تازیت ادا کرتا ہوں لگا فی الحال میری جائیداد کچھ نہیں ہے۔ بوقت مرگ اگر میری کوئی جائیداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱۰ حصے کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں العبد۔ عبدالرحیم ولد جلال الدین لکھنؤ تعلیم خود گواہ سند۔ قدرت اللہ تحصیل کھاچوں تعلیم خود گواہ سند۔ عبداللہ ولد حیر الدین کھاچوں تعلیم خود

تین صد روپیہ کا انتظام کر سکتا ہوں۔ آپ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کی خدمت میں چلے جائیں۔ میں ابھی جا کر روپیہ روانہ کرتا ہوں۔ میں خوشی خوشی حضرت امیر المومنین کی خدمت میں واپس گیا۔ اور عرض کیا۔ کہ حضور کے غشاء کو پورا کرنے کے لئے میں اب ولایت جا رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے تین صد روپیہ کا انتظام کر دیا ہے۔ اہل میرے لئے کافی ہے۔ میں یہ بات عرض کر رہا تھا۔ کہ حضرت امیر المومنین کی خدمت میں تین صد روپیہ بیج ایک رقمہ کے پہنچ گیا۔ اس پر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کو یقین ہو گیا۔ کہ پہلا امر دس ہزار روپیہ کا مطالبہ میری طرف منسوب کرنا محض حیلہ تھا۔ اس پر مولوی محمد علی صاحب عصر کے وقت جب آئے۔ تو میری موجودگی میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ فرمادیں طرح جھاڑ ڈالی۔ اور حضور پر ان لوگوں کی چالاک اور جلد ساری عیاں ہو گئی۔ میں ۱۹۱۳ء کے جون یہاں سے روانہ ہو کر ۱۹ جولائی کو لندن پہنچ گیا تھا۔ وہاں لندن کے حصہ رجنڈ کے مشین روڈ میں خواجہ صاحب مرحوم رہتے تھے۔ لیکن میرے جانے کے بعد جلدی دو گنگ مسجد میں چلے گئے لیکن خواجہ صاحب مرحوم مسجد سے بیک بیکچر کا کام نہیں لیتے تھے اور صرف خاص خاص لوگوں کو بلا کر تبلیغ کرتے تھے۔ اور اس بات سے ڈرتے تھے کہ لوگ ہجوم کر کے ہمارے اوپر حملہ نہ کر دیں۔ خواجہ صاحب کے اس وہم سے مجھے حیرت ہوتی تھی۔ دوسرا مجھے وہ جہانوں سے ملنے بھی نہ دیتے تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کو یہ ڈر تھا کہ میں لوگوں سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کے متعلق ذکر کروں گا۔ اور اس سے عام مسلمان روپیہ پیسہ مدد دینی ترک کر دیں گے اور غائباً مسجد بھی چھین جائے گی۔ مجھے ان امور سے سخت گھبراہٹ ہوتی تھی۔ اور میں نے اپنی طبیعت کے خلاف ایک سخت بے قاعدگی کی۔ وہ یہ کہ خواجہ صاحب کے علم اور اجازت کے بغیر میں نے ایک پوسٹر چھپوا کر تمام دو گنگ میں تقسیم کر دیا۔ کہ آئندہ اقوام کی صبح کو



# الحکم زندہ باد

بندہ الحکم کے دفتر کے پاس سے گزر رہا تھا۔ کہ خیال آیا اپنا پرچہ لیتا جاؤں۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ اس پرچہ میں چھپا ہوا ایک نکتہ کی ہزار ہا روپیہ خریداروں کے دے بتایا ہے۔ اور عجوبہ اخبار بند ہو جاتا ہے۔ یہ کچھ ایسے دردناک الفاظ تھے کہ ایک احمدی ستر کاٹ پٹھان ہے۔ بقایوں کی کوئی بھی وجہ ہو ایک زندہ قوم اپنے ایک دیرینہ

پرچہ کا اس طرح بند ہو جانا یقیناً کبھی گوارا نہیں کر سکتی۔ پھر وہ پرچہ جو کہ بیسویں صدی خدائی کی تازہ تازہ وحی جو اس کے پیارے رسول احمدی اللہ پر نازل ہوتی تھی دنیا کو پہنچاتا

سیا۔ الحکم کی دو خدمات جو اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مبارک زمانہ میں بجالائیں۔ کبھی بھی فراموش نہیں کی جاسکتیں۔ موجودہ نسل تو کیا آمدہ آنیوالی نسلیں بھی اس پرچہ کی زندگی کو اپنی زندگی کا ایک جزو قرار دیں گی کیونکہ زندہ قومیں اپنی پرانی روایات کو کبھی مردہ نہیں ہونے دیتیں۔ ان کا ہر قدم ترقی کی طرف اٹھتا ہے۔

پس میں میرا احمدی کو جو الحکم کی خریداری کی استطاعت رکھتا ہو اس کی کڑا ہوں کہ وہ الحکم کو بند ہونے سے بچائے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلمات طہات کو جن کے لئے دنیا بقیاب ہے۔ اور جو الحکم کے ذریعہ ہم تک اور ہر نووارد احمدی

تک پہنچ رہے ہیں بند ہونے سے بچا یا داروں کی فہرست دل کو ہادیئے والی غفلت کا نتیجہ ہے جو ایک قومی پرچہ کا گلا گھونٹنے کے لئے کافی ہے۔ پس احباب اس کی طرف متوجہ ہو کر تلاشی لیا کریں۔ اور بقائے صاف کرتے ہوئے کثرت سے خریدار دے کر الحکم کو ہر قیمت پر زندہ رکھیں

خاک را۔ عبد الحکیم احمدی شملوی

پوری ہو جائے۔ آخر میری طبیعت نے بھی فیصلہ کیا کہ اسے آنے دیا جائے۔ وہ صاحب شیخ پر آئے اور انہوں نے اسلام پر ایک پرچہ شش تقریر کی۔ اس کے بعد حاضرین میں سے بعض لوگوں نے کھڑے ہو کر حسب دستور میرا شکریہ ادا کیا۔ اور کہا کہ ہم مشکور ہوں گے۔ اگر اس قسم کے لیکچر نہ ہوتا اور جاری کر دیے جاتیں۔ وہ لوگ سلسلہ کے متعلق علم حاصل کرنے کے بہت شائق تھے۔ میں نے ان لوگوں سے اس بات کا وعدہ کیا۔ اور خواجہ صاحب کو جا کر ساری

مسلک مسجد میں اسلام کی خوبیوں پر لیکچر ہو گا۔ اور مرخص دعوا کو دعوت ہے کہ مسجد میں وقت مقررہ پر آکر لیکچر سے مستفید ہوں تقسیم کرنے کے علاوہ میں نے بعض مقررہ جگہ پر پوسٹر چسپان بھی کر دیا۔ اور بقیہ پوسٹرز مشن ہاؤس میں آکر خواجہ صاحب کے سامنے رکھ دیے۔ خواجہ صاحب ان پوسٹروں کو پڑھ کر سخت گھبرائے اور تجھے کہا کہ ان کو شائع مت کرو۔ میں نے کہا یہ تو اب شائع ہو چکا ہے۔ اور تمام شہر میں شہیر ہو چکا ہے۔ آئندہ کے لئے آپ بند کر دیں۔

لیکن یہ لیکچر ضرور ہو گا۔ اور عیسائیوں کے سامنے اسلام کی خوبیوں پر لیکچر دینے کا کوئی نقصان جو ہو گا میں بھروں لگا۔ آپ تکلیف نہ کریں۔ یا اس وقت آپ کہیں تشریف لے جائیں۔ خواجہ صاحب دل سے سمجھتے تھے کہ بلوہ ضرور ہو جائے گا۔ اس لئے انہوں نے ایک وکیل بلا دیا۔ انہوں نے اور بھی ڈرا با۔ مجھے یقین ہے کہ ان لوگوں نے شرارت سے ایسا کیا۔ واللہ۔ درحقیقت کوئی خطرہ نہیں تھا۔ تاہم خواجہ صاحب ان باتوں میں آکر غصہ ہو گئے۔ اور گرد گرد کے دورہ سے جوان کو دھما دھما ہوا گرتا تھا۔ صاحب فراموش ہو گئے۔ اٹار آ یا۔ مسجد لوگوں سے بھر گئی اور بعض پادری صاحب بھی آئے۔ ایک

## میں بن گیا ایاز وہ مسعود ہو گئے

مولینا شمس مبلغ لندن

ساد کی نظر میں وہ مسعود ہو گئے دشمن شدید آپ کے نابود ہو گئے دھوکے فریب و مکر سب بے سود ہو گئے خدام ان کے گولہ و بارود ہو گئے سائے ملائکہ کے وہ مسبود ہو گئے ملعون ہو گئے سبھی مردود ہو گئے بڑھنے کے تجھ پہ راستے محدود ہو گئے فضل خدا سے مصلح موعود ہو گئے ان کے لئے وہ مظہر داؤد ہو گئے میں بن گیا ایاز وہ خمسود ہو گئے

اتنا بڑھا ہے ان سے عقیدت کا رابطہ شاہد ہوا ہے شمس وہ مشہود ہو گئے

احمد نبی جو فارسی موعود ہو گئے مامور تھے خدا کے حبیب و خلیل بھی ان کے خلاف عسکر کفار کے رچیل چاروں جہت سے لشکر شیطان کے خلاف آدم میں دیکھو رتبہ مامور ایزدی کبر و غرور سے جو ہوئے منکرین وہ اے منکر خلافت فضل عمر ہیں کیوں؟ تم کافر نبوت احمد ہوئے تو وہ جاہلوت کی صفات جو رکھتے تھے منکرین ذرہ نواز سی مجھ پہ ہوئی ان کی استعد

رویداد عرض کر دی۔ خواجہ صاحب بہت خوش ہوئے۔ مکرور غالباً اسی وقت کا فور ہو گیا۔ اور بے ساختہ کہنے لگے۔ کہ آئندہ اتوار کو میں خود لیکچر دوں گا۔ ولایت میں غالباً میری پہلی تقریر تھی۔ یہ واقعہ غالباً جنوری ۱۹۱۲ء کا ہے۔ اور اسلامک ریلیو میں اس واقعہ کا مختصر نوٹ بھی نکلا تھا۔ کیونکہ مسجد و گنگ پر یہ پہلا بلک لیکچر تھا۔ والسلام

اسٹریٹیا گلمان لندن آگیا۔ میں نے ۵۵ منٹ کے قریب تقریر کی۔ بعد میں حاضرین کو سوالات کرنے کی اجازت دی۔ پادریوں نے چند سوالات کئے میں نے ان کا جواب دے دیا۔ اس کے بعد حاضرین میں سے نو مسلم آسٹریلین کھڑا ہوا۔ اہ کہا کہ میں شیخ پر آکر کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ میں مسجد میں اکیلا تھا۔ میں نے خیال کیا کہ شاید یہ شخص شرارت کرے۔ اور خواجہ صاحب کی بات



حضرت امیر المومنین  
ایده اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز  
نے ہمیشہ ایسی سیاسی  
تحریکوں سے کہ جن میں بغاوت  
عدم تعاون اور عدم تصدق  
کا شائبہ بھی ہو نہ صرف

اجتناب ہی کیا ہے بلکہ ان کے  
خلافت زبردست جدوجہد  
کرتے رہے ہیں جس کی  
وجہ یہ ہے کہ ایسی تحریکیں  
گو بعض دفعہ منزل مقصود  
تک پہنچنے کے لئے وسیلہ  
بن سکتی ہوں۔ لیکن ان کا  
ملک کی اخلاقی اور مذہبی حالت  
پر بہت بُرا اثر پڑتا ہے  
اگر بغاوت کے بعد حکومت  
مل جائے تو پھر تشدد اور  
استبداد کا دور دورہ شروع  
ہو جاتا ہے۔ ہمارے ہمسایہ  
میں روس ہمارے سامنے  
زندہ مثال پیش کرتا ہے۔  
لینن نے اپنے زفقار کی مدد  
سے زار روس جیسے عظیم  
بادشاہ کی حکومت کو زیر و زبر  
کر دیا۔ لیکن اس کی اپنی وفات  
کے بعد اس کے جانشین  
سٹالن نے جو گل کھلائے  
وہ عیاں ہیں۔ اس نے جن  
چُن کر لینن کے مراسم  
مددگار کو موت کے گھاٹ  
اُتار دیا کہ جس سے اس کو  
مقابلہ کا امکان معلوم ہو سکتا  
تھا۔ ٹراٹسکی جو کہ لینن کا  
دست راست تھا۔ اپنی  
جان کی خاطر ملک بدر ہے  
اور سٹالن اس پر مختلف  
الزام لگا چکا ہے۔ یہ  
حالت کیوں پیدا ہوئی۔ صرف  
اس لئے کہ انہوں نے بغاوت  
سے حکومت

..... حاصل کی۔ اور ان  
میں تشدد قائم رہا۔ اس طرح  
جب فرانس میں انقلاب  
ہوا۔ تو وہی لوگ جو کہ اس کا موجب ہوئے

تھے ایک دوسرے کے دشمن کاٹا نہ بنے۔ اس

آزادی کا کیا خاک فائدہ  
ہوگا۔ کہ جس سے اخلاقی  
پستی قوم میں پیدا  
ہو جائے۔

کانگریس کا ملج نظر  
مکمل آزادی ہے۔ اور اس  
لئے یہ فیصلہ کیا ہے۔ کہ  
آئین کو جو ہم نافذ نہیں ہونے  
دینگے۔ کونسلوں میں جائیگے  
لیکن اس خاطر کہ ان کو بیکار  
بنایا جائے۔ لیکن صورت

امیر المومنین ایده اللہ تعالیٰ  
بنصرہ العزیز کا طریق یہ ہے  
کہ جتنی آزادی اور جتنے  
حقوق ملیں ان سے فائدہ  
اٹھانا چاہیے۔ اور ساتھ  
ساتھ آزادی کے لئے آئینی  
جدوجہد کرنا چاہیے۔ بغاوت  
کی روح اگر لوگوں میں پیدا  
ہو جائے تو پھر ان میں قانون  
کی پابندی کا اور حکومت کا  
احترام باقی نہیں رہ سکتا۔

اور پھر اس فضا قائم نہیں  
ہو سکتی۔ حضرت نے یہ فرمایا ہے  
کہ اگر عطا کردہ حقوق سے  
فائدہ اٹھایا جائے۔ تو  
ضرور اللہ تعالیٰ آزادی کے  
سامان پیدا کر دیتا ہے۔  
حضرت موسیٰ علیہ السلام  
کے ذریعے سے اس نے بنی اسرائیل  
کو فرعون کے ظلم سے چھڑایا  
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
کے ابتدائی ایام میں جب مکہ میں  
مذہبی آزادی کا حق مسلمانوں  
سے چھین لیا گیا۔ تو اس نے  
اس کے لئے بھی عجز متوقع سامان  
پیدا کر دئے۔

عیسائیوں میں رومن کیتھولک  
اور پروٹسٹنٹ جوڑتے ہو جانے  
کے بعد ایک مذہبی آزادی چھین  
لی گئی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے  
اس کے لئے بھی اسباب  
ہم فرمادئے۔

درتھان کے مقدمہ میں

جب راجپال کو مصنفوں نے اس لئے برسی کر دیا

# حضرت خلیفۃ المسیح الثانی

## سیاسیات ہندوستان

## درشان

آقائی و مولائی سیدنا امیر المومنین حضرت میرزا بشیر الدین محمود خلیفۃ المسیح الثانی ایده اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

از جناب سید حسین صاحب ذوقی حیدر آبادی

میں صدقے ترے تیرے قربان محمود  
ہے اللہ تیرا نگہبان محمود  
تیری ذات ہے ظل سبحان محمود  
میرا دین ہے میرا ایمان محمود  
میرے سر پہ ہے تیرا فرمان محمود  
کہ تو احمدیت کی ہے جان محمود  
خدا نے تجھے دی ہے کیا شان محمود  
تو قرآن کا تیرا قرآن محمود  
ہے سینہ ترا گنج عرفان محمود  
نہ کیوں تجھ پہ دنیا ہو حیران محمود  
خلافت کا مہر درخشان محمود  
خدا کا مکان تیرا ایوان محمود  
ہے شان نبوت تیری شان محمود  
حدیثوں کا دل جان قرآن محمود  
زمانہ پہ ہے تیرا احسان محمود  
کہ اسلام پر تو ہے قربان محمود  
تیری شان ہے شان رحمان محمود  
نہ کیوں تجھ پہ سو جاؤں قربان محمود  
ترا مرتبہ اور تیری شان محمود  
کوئی تیرے رتبہ کا انسان محمود  
ہے ایمان میرا یہ ایتقان محمود  
یہی ہے مرے دل کا ارمان محمود  
کہ ہوں مشکلیں میری آسان محمود  
مرے آقا اے میرے سلطان محمود  
میرے نام ہو جائے فرمان محمود  
وے حلقہ گہوشی کا اعلان محمود

مراد دل ہے تو اور مری جان محمود  
ملانک ترے در کے دربان محمود  
تو محبوبِ یزدان ہے معشوق رحمان محمود  
مرا رہنما ہے میرا پیشوا ہے  
تیرے حکم کو حکم رب جانتا ہوں۔  
نبی کا تو نور نظر تخت دل ہے  
بنایا ہے دنیا میں اپنا خلیفہ  
تو اللہ کا اور اللہ تیرا  
معارف کا دریا معانی کا گلشن  
تجھے آئینہ اپنا حق نے بنایا  
فنا ذات حق میں ترا ذرہ ذرہ  
ہے اللہ دل میں تیرے جلوہ فرما۔  
بشر بھی مہم بھی ہے ذات تیری  
خدا کا دلارا محمد کا پیارا  
تو مسلم ہی کا ایک عرس نہیں ہے  
نہ کیوں ال ایمان تجھ پر خدا ہوں  
ترا خلق خلق خداوند اکبر۔  
تو احمد کی صورت محمد کی سیرت  
خدا جانتا ہے ملک جانتے ہیں  
خدا کی قسم اس جہاں میں نہیں ہے  
خدا تیری سنتا ہے سب سے زیادہ  
دعاؤں میں اپنی مجھے یاد رکھنا  
یہی مدعا ہے یہی التجا ہے  
ایاز اپنے منہ سے تو ذوقی کو کہہ دے  
یہ اپنے قلم سے سند آج لکھ دے  
ہے طوق غلامی تو گردن میں لیکن

مزا تیری مدحت میں آتا ہے دل کو  
کہ ذوقی بھی ہے تیرا احسان محمود



# خلافت شانیہ کی صداقت

## بارہ آسمانی مہر

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارہ صحابیوں کی بارہ پاکیزہ خواہشیں جو انہوں نے خلافت شانیہ کے قیام سے پہلے دی تھیں۔ اور خدا تعالیٰ کے عمل نے ان کو صداقت کا جامہ پہنا کر ہمیشہ کے لئے سچا ثابت کر دیا۔ اس قسم کے بیشمار روایا اور الامانات و کثوف سلسلہ میں موجود ہیں۔ اگر ان سب کو ایک جگہ جمع کر دیا جائے تو یہ بھی ایک لطیف ایمان افروز مواد ہو گا۔ الحکم کے سال آئندہ میں یہ کوشش کی جائے گی کہ اس قسم کے مواد کو شائع کرنے محفوظ کر دیا جائے۔ دبا اللہ التوفیق۔ بہر حال یہ باب بھی ایک لطیف اور لذیذ ایمان پیدا کرنے والا باب ہے۔ اور جن کے قلوب میں ذرہ بھر بھی ایمان کی روشنی موجود ہے۔ وہ اس سے فائدہ اٹھائے بغیر نہیں رہیں گے۔

نوٹ:۔ ان سب شہادتوں کے اصل کاغذات دفتر الحکم میں محفوظ ہیں۔ جو کبھی توفیق ملے پر عکس طور پر شائع کر دیے جائیں گے۔  
(ایڈیٹرس)

(۱)

### حضرت بابو فیروز علی صاحب مرحوم مخفوز سابق اسٹیشن ماسٹر خیر آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم  
محمد و نعلی علیٰ رسولہ الکریم  
حضرت امیر المومنین صاحبزادہ صاحب ملکہ ان التلانی  
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ  
واحرزنا صاحب غار بھی دنیا سے سفر گئے۔  
انا للہ وانا الیہ راجعون  
مجھے ایسا دکھایا گیا تھا کہ آپ جا شین ہو گئے  
میرا حضرت خلیفہ اول ہیں

اور مفید ہے۔ برخلاف اس کے مسلمانوں کو کانگریس میں ملازم رکھنے سے وہ نتائج برآمد نہ ہوں گے کہ جن کی ان کو توقع ہے۔ اغلب ہے کہ ایسے لوگ ملازم ہو جائیں گے۔ جن کا مقصد وحید تسلیم پر ہی ہے۔ اور بے روزگاری کا شکار ہونے کی وجہ سے ملازمت اختیار کر لیں۔ ظاہر ہے کہ ایسے لوگوں کا مسلمانوں پر کوئی اثر اور رسوخ نہیں ہو سکتا۔

کہ سرکاری قانون کی گرفت میں وہ نہ آتا تھا۔ تو نیا قانون پیشوایان مذہب کی عزت کی حفاظت کے متعلق حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی ہر سعی کا نتیجہ تھا کہ بنایا گیا۔ ہندو مسلم فسادات بہت دفعہ ایک دوسرے کے مذہبی پیشواؤں کی ہر یک کے نتیجے میں پیدا ہوتے ہیں۔ اگر ایک دوسرے کے مذہبی احساسات کا خیال رکھا جائے تو آپس میں محبت و الفت کے جذبات کا پیدا ہونا ممکن ہے ورنہ اس اختلاف کی خلیج کو پالنا امر محال ہے۔

دوسرا قابل ذکر قدم جو حضرت نے ہندو مسلم اتحاد کے لئے اٹھایا۔ وہ یہ تحریک ہے کہ ہر ایک قوم اپنے مذہبی پیشواؤں کی سیرت کے جلسے کرے۔ اور دیگر اقوام کے لوگ بھی ان میں نہ صرف شامل ہوں۔ بلکہ خود بھی سیرت بیان کریں۔ اس مذہبی تنفر دور اور کم علمی دور ہو سکتی ہے۔ کہ جس کی وجہ سے کئی قسم کی تکالیف کا سامنا ہوتا رہتا ہے۔

لاہور کے ایک قابل ہندو پیر سیرۃ النبیؐ کے جلسہ پر تقریر کیا کرتے ہیں۔ انہوں نے اس میں کئی دفعہ ذکر کیا کہ ایک دفعہ سر محمد شفیع مرحوم کی زیر صدارت سیرۃ النبیؐ کا جلسہ ہوا تھا۔ میں نے جب اپنے لیکچر میں کہا کہ کیا ہر مبارک وہ دن ہو گا کہ جب قلبی محبت سے غیر مسلم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت بیان کریں گے اور غیر مسلم ہی سننے والے ہوں گے۔ اس پر تالیوں اور چیراز سے ہال گونج اٹھا۔ لیکن اس کے بعد جب میں نے کہا کہ وہ دن بھی کیسا بابرکت ہو گا۔ کہ جب کرشن اور رام چندر جی مہاراج کی سوانح مسلم مقررین بیان کریں گے۔ اور مسلم سامعین خوشی سے سنیں گے اس پر ایک بھی تالی اور چیراز نہیں دی گئی۔ مجھے اس پر بہت افسوس ہوا۔ لیکن اب دونوں موقعوں پر خوشی کا اظہار کیا جاتا ہے۔

یہ تو ایک ابتداء ہے۔ اور اتنے خوشگن نتائج ابھی سے پیدا ہونے شروع ہو گئے ہیں۔ جب کچھ عرصہ اور گزر جائے گا۔ تو اسکے نتائج اور بھی عمدہ اور فرحت افزا ہوں گے۔

پینڈت جو امر لال صاحب تھروئے حال ہی میں ایک موقع پر بیان کیا کہ ہم نے بہت کوتاہی کی۔ عامۃ المسلمین کو کانگریس میں شامل نہیں کیا۔ اور کہا کہ کانگریس میں مسلمانوں کو ملازم رکھا جائے تاکہ ان سے تعلقات برعین قائمین پر واضح ہو گا۔ کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے جن دو تجاویز کو عملی جامہ پہنایا۔ وہ کیسی موثر

۲

### میرزا صفدر علی صاحب مرحوم مخفوز ملازم نواب صاحب ساکن قادیان

۱۴ مارچ ۱۹۱۶ء - پندرہویں شب ماہ مارچ رات کو جب میں سونے لگا۔ میرے دل پر جناب حضرت صاحب مولانا خلیفۃ المسیح علیہ السلام کا دل پر بڑا سوز و گداز تھا۔ اور ان کی نورانی کلام بہر وقت میرے زیر نظر تھا۔ یکایک میری آنکھ لگی معلوم ہوتی تھی۔ بلکہ میں طعن کرتا ہوں کہ مجھ کو تمام کمرے کی چیزیں بھی نظر آتی تھیں۔ کیا دیکھتا ہوں۔ گویا میں مسجد نور میں باہر اس کے صحن میں گھبرا ہوں۔ اور مسجد میں بھی کچھ آدمی نظر آتے ہیں۔ جناب میاں محمود احمد صاحب لباس عمدہ پہنے ہوئے سر پہنہ پابو ہنہ مسجد سے دور تھے ہوئے باہر آئے۔ اور ایک کوئی پانی کی باہر پینکی اور کھڑے ہوئے۔ تو میں قریب دس دس ان کے پاس ہوں۔ تو آنجناب پر بارش برسی شروع ہوئی۔ ان کے پاؤں کے نیچے مثل چین کے ایک چین بائیس ہے۔ اور میرے پر ایک قطرہ بھی گر آیا ہے۔ اور میں اس چین کی بارش سے بہت حیران تھا۔ اتنے میں نزدیک آنجناب کے آیا۔



تو میاں صاحب نے ایک جست اور کی تو ایک اور چین  
ان کے پاؤں کے نیچے بنا۔ چین اول میں بارش بہت گئی  
تو ان کے اوپر پھر بارش ہونے لگی۔ جو قطرے بارش  
کے ایسے معلوم ہوتے تھے جیسے زبردگی جھلک  
ہوتی ہے۔ تو میری آنکھ کھلی۔ اس کیفیت کو قلم بند  
کر سکتا نہیں۔ والسلام۔

مفسر علی

(۳)

### ملاں محمد کریم صاحب مرحوم و مغفور مہاجر خوست

بیت نیمہ گزشتہ کہ در خواب دیدم کہ حضرت  
خلیفۃ المسیح و میاں محمود پیوست زانو بہ زانو نشسته  
و یا استاده بودند و بدست میاں محمود صاحب یک  
رسالہ گرفتہ بود۔ و بدل من حکم افتاد کہ میں خلافت است  
کہ بعد از خلیفۃ المسیح خلافت اورا داد شود۔  
و انان خواب پر من بسیار اثر و بسط افتاد و و پس  
انان بیدار شدم۔ فقط۔ بقلم خود محمد کریم

(۴)

### مولوی بشیر احمد صاحب مولوی فاضل

ناجھوی مرحوم و مغفور خلیفہ (مولوی عظیم اللہ صاحب ابھوی)  
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

۱۳ مارچ ۱۹۱۷ء کو جب حضرت سیدی خلیفۃ المسیح  
الموعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس دار فانی سے ملک  
جاودانی کی طرف رحلت فرما گئے۔ تو لوگوں کے دلوں پر  
غموں کا ایک گھٹا ٹوپ بادل چھایا ہوا تھا۔ اور لوگوں  
کو اپنے آپ کی کچھ خبر نہ تھی۔ اور ہوش و حواس  
اڑے ہوئے تھے۔ اور پھر حضور میاں صاحب کی  
تقریر سے (جو کہ عصر کی نماز کے بعد ہوئی) جو کہ  
تمام کی تمام نصائح سے پر تھی۔ لوگوں کے دلوں پر  
ایک قسم کی رقت طاری ہوئی۔ اور رونے اور چیخنے  
سے مسجد گونج اٹھی تھی۔ اور حضور ممدوح نے تقریر  
میں فرمایا تھا۔ کہ خدا تعالیٰ کی طرف جھک جاؤ۔ اور  
خدا تعالیٰ کی جناب میں عرض کرو کہ وہ ہم میں سے  
کسی کو کھڑا کرے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ جو لوگ روزہ  
رکھنے کی طاقت رکھتے ہیں وہ کل روزہ رکھیں۔ تو  
لوگوں کے دلوں کی اسوقت عجیب حالت تھی۔  
اور لوگوں کے دلوں میں خلیفہ کی بشارت کے متعلق  
عجیب قسم کا جوش و خروش پیدا ہو رہا تھا۔ اس  
وقت آئندہ ۱۴-۱۵ کی درمیانی رات کو میرے  
دل کی بھی عجیب و غریب حالت ہو رہی تھی۔ اور  
میرے جسم کا ہر ایک ذرہ خدا تعالیٰ کی جناب  
میں جھکا ہوا تھا۔ تو اس آہ و زاری میں مجھے نیند  
آگئی۔ اور مفصل ذیل خواب دیکھا کہ:-

"میں قادیان سے باہر دارالعلوم کو جا رہا ہوں۔  
جب میں بورڈنگ ہاؤس تعلیم الاسلام کے دروازے  
سے آگے نکلا۔ تو لوگوں کی طرف سے حضور میاں صاحب  
یعنی حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کو  
ایک جھوم کثیر کے آگے آگے اپنی طرف آتے ہوئے  
دیکھا۔ تو اس وقت میں نے یہ سنا کہ

"تھو رمدوح کی لوگوں نے بیعت کر لی ہے"

(۵)

### حضرت مولوی عبدالصمد صاحب مرحوم و مغفور

سابق واعظ سلسلہ عالیہ احمدیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم  
محمد کا فضل علی رسول اکرم  
موجود پر نور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی علیہ السلام  
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ  
انا عبد۔ حضرت سیدی و مولائی خلیفہ ربانی عمر ثانی حضرت  
میاں صاحب مولانا مرزا بشیر الدین محمود احمد ایدہم اللہ  
الصمد۔ عرض فدوی محمد عبدالصمد شیخ انصاری سنوری  
احمدی۔ بیک واعظ سلسلہ عالیہ احمدیہ آنکھ۔ وفات  
حسرت آیات حضرت خلیفۃ المسیح عالم و عامل ربانی  
صدیق ثانی حضرت مولانا حکیم الامت محبوب رب العالمین  
اعلیٰ اللہ مقامہ و نور اللہ قبرہ تاکہاں سن کر دل کو طاق ہوا  
انا للہ وانا الیہ راجعون۔ زان بعد حضور والا کی خلافت  
منجانب اللہ سن کر دل پر مردہ کو حمد و سجدہ شکر بحضور  
رب العالمین احکم الحاکمین کرنے کا موقع مل گیا۔  
الحمد للہ علی ذالک

۲۔ پچیس مدح کی شب بوقت صبح بذریعہ خواب  
ایک زور کی آواز سنی گئی۔ اور وہ تھی (ہمتر) خلیفہ  
چونکہ احقر کو اس روز تقریباً ۸ بجے تک بکلف عرض کرتا  
ہوں۔ کہ واقعات جائیداد اور امورات سوز و ساز  
یعنی حضرت خلیفۃ المسیح اول کی وفات کی خبر۔ اور  
کسی اور معاملہ کی خبر تھی۔ اس واسطے اس غیبی آواز  
کے دو معنی لئے گئے (۱) عمر خلیفہ حضرت مغفور  
کی عمر کی ترقی۔ لیکن ۸ بجے کے بعد کارڈ پہنچا۔ کہ  
حضرت خلیفۃ المسیح صدیق ثانی عالم جاودانی کو انتقال  
فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔  
کارڈ میں جب خلافت دوم کا ذکر نہ پڑھا۔ تو  
دل کو بڑا صدمہ پہنچا۔ اور حیرت پر حیرت تھی۔ کہ  
خلافت کا قائم ہونا ضروری اور ذکر نہیں کیا معاملہ ہے  
اور عالم محویت میں اخبارات کی تلاش تھی۔ اور  
ناکامی۔ آخرہ اطلاق لا۔ اور دو روز بعد تب دل  
شکستہ کو صبر و سکون ہوا۔ اور خواب کی آواز کی  
صحت اور تصدیق ہو گئی۔ اور الہام حضرت امام ہمام  
علیہ الصلوٰۃ والسلام یعنی فضل عمر نے توغیر

کھلا دیا۔ الحمد للہ و شکر للہ۔

(۶)

### حضرت حکیم عبدالرحمن صاحب کاغانی مرحوم و مغفور

۲۴ مارچ ۱۹۱۷ء دیکھا حضرت صاحب (یعنی  
حضرت خلیفہ اول) اپنی مسند پر بیٹھے ہیں۔ اور  
دوہی طرف میں ہوں۔ کچھ آپ نے کلام شروع کی  
تو میاں صاحب تشریف لے گئے۔ آپ نے  
مجھے مخاطب کر کے فرمایا میرے لئے اور بیٹھنے کا

سامان میاں صاحب کے نیچے بچھا دو۔  
کیونکہ خلافت بنو سی ہے۔ میں نے  
جلد سی سے منہ اور تھکے بچھا دیے۔ میاں صاحب  
ان پر بیٹھ گیا۔ اور خلیفۃ المسیح آپ کے آگے بیٹھ  
گئے۔ اور آپ نے اپنا ہاتھ اٹھا کر میاں صاحب کے  
ہاتھ میں دیا۔ اور فرمایا کہ اب تم علاج کرو۔ میاں  
صاحب نے ہاتھ پکڑ کر نسخہ لکھا شروع کر دیا۔  
پھر آنکھ کھل گئی۔

واللہ علی ما قول شہید

(۷)

### حضرت مولوی شیر علی صاحب کا خواب

میں دیکھا کہ صاحبزادہ صاحب ناز پڑھارے  
ہیں۔ اور بہت سے لوگ صغیر باندھ کر ان کے  
پیچھے کھڑے ہیں۔ اور صاحبزادہ صاحب  
اوپنی آواز سے اللہ اکبر کہتے جاتے  
ہیں۔

(۸)

### جناب شیخ محمد اسماعیل صاحب سراوسی کارویا

میں نے ۱۳ مارچ کے سالانہ جلسہ سے بیس پچیس  
دن پیشتر رویا میں دیکھا۔ کہ مفتی محمد صادق صاحب  
ایڈیٹر بدر کے مکان سے جاتے دکن تالاب  
کے کنارے جو زمین تھی ہے تمام جماعت  
اکٹھی ہوئی ہے۔ اور تمام جماعت نے شفق ہو کر  
حضرت میاں صاحب کو اپنا خلیفہ بنایا ہے  
مگر کچھ لوگ ہیں جنہوں نے مخالفت کی۔ اور الگ  
کھڑے ہوئے رہ گئے ہیں۔

پس یہ نظارہ الہی کیا تھا۔ مجھے یقین  
الہی نے اس طرف توجہ کر دیا کہ میں خلیفہ اول  
حضرت خلیفۃ المسیح کی زندگی کے لئے دعائیں  
کروں۔ چنانچہ میں نے احباب کو جو قادیان کے  
رہنے والے ہیں۔ دعا کی طرف توجہ دلائی۔ کہ  
حضرت صاحب کی زندگی کے لئے دعائیں کرو۔



جو قادیان کے احباب ہیں وہ خود میری تحریر کو پڑھ کر شہادت دے سکتے ہیں کہ ہاں یہ روایا سنایا گیا تھا۔ اور قبل از وقت بتایا گیا تھا۔ بلکہ میں نے بعض احباب جو باہر سے آئے تھے ان کو بھی سنایا تھا۔ اور دعا کی طرف متوجہ کیا تھا۔ ان میں سے ایک ڈاکٹر عابد اللہ صاحب امرتسری ہیں (حال مرحوم مغفور) (یہ جو میں نے لکھا ہے سب سچ ہے) اللہ تعالیٰ پر افترا کرنے والا کبھی اچھا پھیل نہیں حاصل کرتا۔

### ایک اور خواب

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھر میں مجلس قائم ہوئی ہے۔ مگر میں اور شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی مجلس کے بیچ میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ شیخ یعقوب علی صاحب کے سر ہیں مگر ان کے سر کے بال کسی خوشبودار تیل سے تر ہیں۔ اور بہت خوبصورت معلوم ہوتے ہیں تمام مجلس خاموش ہے۔ اور میں کھڑا ہوا ہوں اور کچھ تقریر کی۔ اور پھر حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے عرض کی کہ حضور ہمیں کیوں اجازت نہیں فرمادیتے کہ ہم جناب میاں صاحب کے ہاتھ پر بیعت کر لیں

یہ روایا اس وقت کا ہے جب حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ گھوڑے سے گرے تھے۔ میں نے اس وقت ہی حضرت میاں صاحب کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ دیا تھا۔ کہ حضور میں آپ کا غلام ہوں۔

محمد اسماعیل سرساوی عفی عنہ

(۹)

### جناب خان میر خاں صاحب کابلی

#### مہاجر قادیان

میں نے آج رات خواب میں دیکھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح اول موجود ہیں۔ لیکن لوگوں کی بیعت مباحثات ان کی موجودگی میں خود لے رہے ہیں۔ اور مولوی غلام رسول پٹھان لوگوں کو آوازیں مار رہے ہیں۔ اور کہہ رہے ہیں کہ آؤ بیعت کرو۔ اور یہ الفاظ بول رہے ہیں۔ السبقون السبقون اولئک المقربون۔

یہ میں نے ایتوار کی آئندہ رات کو خواب میں دیکھی یعنی ۱۵ مارچ کی آئندہ رات کو۔ (نوٹ) چونکہ خان میر صاحب کی زبان اردو نہیں۔ اس لئے ان کی عبارت اضافی طرز کی اردو میں لکھی ہوئی تھی۔ جو جگہ درج کر دی ہے۔

(۱۱)

### جناب قاضی نور محمد صاحب قادیانی کا خواب

کمترین نے جن ایام میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کی تھی۔ انہی ایام میں ایک رات میں نے دعا کی کہ الہی مسیح موعود کی اولاد سے بھی مرد کامل پیدا کرے۔ جو ان صفات کا وارث ہو جو مسیح موعود کو عطا کی گئی ہے۔

اس وقت میں نے حضرت صاحب کی ابھی کوئی تصنیف مطالعہ نہیں کی تھی۔ اس رات میں نے خواب میں حضرت صاحب زادہ حضرت میرزا محمود احمد صاحب کو مسجد مبارک کی پرانی سیڑھیوں سے اترتے ہوئے دیکھا۔ نچلے دروازہ پر کمترین کھڑا تھا۔ صاحب زادہ صاحب نے اترتے ہی مجھے فرمایا۔ اذکر اللہ۔

بیدار ہوا تو تفہیم ہوئی کہ رات کو جو دعا کی تھی۔ اس کے مصداق صاحب زادہ صاحب ہیں یہ واقعہ ۱۸۹۸ء کا ہے۔ قاضی نور محمد قادیانی

(۱۱)

### جناب فقیر محمد خان پٹھان کا روایا

جس رات حضرت خلیفۃ المسیح (اول) فوت ہوئے۔ اسی رات میں نے بہت جوش سے دعائیں کیں۔ کہ اے اللہ تو ہی تبارک کہ تیرا کونسا آدمی خلیفہ ہوگا۔ مجھے خواب ہوا۔ اکثر حصہ تو میں بھول گیا۔ لیکن تفہیم یہ ہوئی کہ حضرت صاحب زادہ ہی خلیفہ ہوں گے۔ اور یہ آیت شریفہ میری زبان پر جاری تھی کہ بنیان مرصوص فقیر محمد پٹھان

(۱۲)

### حضرت مولوی غلام رسول صاحب کی کے تین روایا

میں نے حضرت خلیفۃ المسیح کی زندگی میں دیکھا کہ ہم ایک پڑوسی کشتی پر سوار ہیں۔ پھر وہ کشتی کنارے آگئی ہے۔ پھر ہمیں ایسا معلوم ہوا کہ گویا ہم نے اس کشتی سے اتر کر ایک جہاز پر سوار ہونا ہے۔ اس کے بعد میں نے ایک جہاز دیکھا۔ جو بالکل نیا ہے جس کے دیکھنے سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ کاریگر ابھی بنا کر اترے ہیں۔ پھر ہم اس جہاز پر سب سے پہلے سوار ہو گئے۔ حالانکہ ابھی اس کے چلنے میں کچھ توقف معلوم ہوتا تھا۔ اس کے متعلق سمجھا یا گیا کہ کشتی حضرت خلیفہ اول تھے۔ اور نیا جہاز صاحب زادہ میاں محمود احمد صاحب ہیں۔

#### اس کے بعد

ایک اور روایا میں دیکھا کہ لوگ کسی نئی خلافت کیلئے انتظار کے طور پر آسمان کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ پھر دیکھنے دیکھتے ہی کیا دیکھا کہ آسمان سے ایک ناع اتنا اور سیدھا حضرت صاحب زادہ میرزا محمود احمد کے سر کی طرف آیا۔ اور آپ کے سر پر رکھا گیا۔ کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اور آسمان قضا و قدر کے رو سے خدا کے نزدیک خلافت صدیقی کے بعد حضرت صاحب زادہ صاحب کی خلافت ہونے والی ہے۔

#### اس کے بعد

پرسوں ۲۲ مارچ کو دیکھا کہ حضرت صاحب زادہ صاحب کی نسبت کوئی کہتا ہے کہ آپ کپتان نبوت ہیں

## خطاب بہ معاندین خلافت حق

از جناب ذوالفقار علی خان صاحب گوہر

انوسے تجھ پر اے منکر کیوں تھی کو تو نے چھوڑا ہے ہے نور خلافت سے دوری ایمان سے قطعاً مجوسی یہ کبر یہ خود بینی تیری دراصل تھی بے دینی تیری کیوں علم پر اپنے نازاں ہو کیوں عقل پر اپنے شاداں ہلا تم زندہ سعادت کھو بیٹھے عیش عدو میں ہو بیٹھے جو علم کی پگڑی ہے سر پہ وہ جہل کی ٹمٹم سی ہے گوہر وہ نکلا اک لدو ٹمٹو ہم جس کو سمجھے کھوڑا ہے۔

محمد





کسی نے ثانی شیطان بنا دیا مجھ کو : کسی نے لے کے فرشتہ بنا دیا مجھ کو  
نہ اُس کے بغض نے پیچھے ہٹا دیا مجھ کو : نہ اس کے پیار نے آگے بڑھا دیا مجھ کو  
یہ دو نو میری حقیقت سے دور ہیں خسو : خدا نے تھا جو بنانا بنا دیا مجھ کو

جب حضور نے مندرجہ ذیل جلالی الفاظ میں اپنی

شان کا اظہار فرمایا کہ  
"میں نے تمہیں بارہا کہا ہے۔ اور قرآن مجید سے  
دکھا رہا ہے کہ خلیفہ بنانا انسان کا کام نہیں بلکہ  
خدا تعالیٰ کا کام ہے۔۔۔۔۔ پس اگر کوئی  
مجھ پر اعتراض کرے۔ اور وہ اعتراض کرنے  
والا فرشتہ بھی ہو۔ تو میں اسے کہہ دوں گا کہ۔  
آدم کی خلافت کے سامنے مسجود ہو جاؤ۔ تو  
بہتر ہے اور اگر وہ انبی اور استکبار کو اپنا شعار  
بنا کر اٹھیں بنتا ہے۔ تو پھر یاد رکھو کہ ابلیس کو  
آدم کی مخالفت نے کیا پھیل دیا۔۔۔ اور اگر  
کوئی کہے کہ انجن نے خلیفہ بنایا ہے۔ تو وہ جھوٹا ہے  
اس قسم کے خیالات ہلاکت کی حد تک پہنچانے  
ہیں۔ تم ان سے بچو۔ پھر سن لو کہ مجھے نہ کسی انسان  
نے۔ نہ کسی انجن نے خلیفہ بنایا۔ اور نہ میں کسی انجن  
کو اس قابل سمجھتا ہوں۔ کہ وہ خلیفہ بنائے۔  
پس مجھ کو نہ کسی انجن نے بنایا۔ اور نہ میں اس کے  
بنانے کی تدکر کرتا۔ اور اس کے چھوڑ دینے پر  
تھکتا بھی نہیں۔ اور نہ اب کسی میں طاقت ہے۔  
کہ وہ اس خلافت کی روا کو مجھ سے چھین لے  
تو اس دل ہلا دینے والی تقریر کو سن کر ان  
کے چہرے زرد ہو گئے۔ اور ان کے فتنے  
کا طوفان جھاگ کی طرح بیٹھ گیا۔

حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی  
وفات حسرت آیات کے موقع پر لوگوں کے چہرہ  
پر ہولناکیاں اڑنے لگیں۔ اور کچھ سمجھ میں نہ آتا تھا  
کہ جماعت احمدیہ کی کشتی کا کون بلبلان ہو گا۔

اللہ تعالیٰ انسانوں کے قلوب پر جب کسی فرستادہ  
کی غلط حکومت قائم کرنا چاہتا ہے۔ تو اس کو اپنی جلالی  
اور جمالی صفات کا مظہر بنا دیتا ہے۔ جمال جاذب  
عشق الہی اور جلال قائل شیطان ہے۔ اس لئے جب  
ملک جمال کے ساتھ جلال شامل نہ ہو حقیقی ایمان کی  
لہر پیدا نہیں ہو سکتی۔ انبیائے کرام علیہم السلام  
کے سوانح حیات میں دو نوع قسم کی صفات کا ظہور  
ہوتا ہے۔ گو متفقانے زاویہ سے ایک پہلو دوسرے  
پہلو سے زیادہ نمایاں نظر آئے۔ چونکہ انبیاء کے  
خلفاء بھی اسی مقصد کے لئے آئے ہیں۔ کہ انبیاء کے  
شروع کئے ہوئے کاموں کو جاری رکھیں۔ اس لئے  
اللہ تعالیٰ خلفاء کے کارناموں میں بھی جلالی اور  
جمالی شان پیدا کر دیتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات  
کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنی سنت قدیمہ کے مطابق  
جماعت احمدیہ میں سلسلہ خلافت قائم کیا۔ چنانچہ  
حضرت اقدس حکیم نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ پچھلے  
خلیفہ ہوئے حضور کے تقرر پر منافقین نے یہ  
خیال کیا۔ کہ حضور کی نرم دلی سے فائدہ اٹھایا جا  
سکتا ہے۔ چنانچہ انہوں نے تفرقہ پیدا کرنے  
سے لئے حق خلافت کی بحث چھیڑ دی۔ کہ حق کسی کا  
تھا۔ اور مل گیا کسی کو۔ اور یہاں تک کہہ دیا۔ کہ  
انجن نے خلیفہ بنایا ہے۔ اور وہ جب چاہے  
اسے معزول کر سکتی ہے۔ ان کی فریب خوردہ  
آنکھ نے حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے اخلاق  
فاضلہ کے جمالی پہلو کو غلط روشنی میں دیکھا۔ اور  
حضور کے مقام کا کچھ صحیح اندازہ نہ لگایا۔ اس لئے

مدبرین کی نگاہیں چاروں طرف دوڑتی تھیں۔ لیکن  
کوئی ایسا آدمی آنکھوں میں نہ چھتا تھا جس کے  
متعلق یہ امید کی جاسکے کہ وہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی  
قیادت کے فرض کو اپنے کندھوں پر اٹھائے گا۔  
دل مضطرب تھے۔ جسم در ماندہ تھے۔ مٹوں کی کمر  
ٹوٹ چکی تھی۔ کہ یکایک حمایت الہی نے دستگیری  
کی۔ اور حضرت فضل عمر رشید الدین محمود احمد خدا نفسی  
کو سربراہ خلافت پر متمکن کر دیا۔

یہ اللہ تعالیٰ کا انتخاب تھا جس کے آگے  
ملا کہ صفت انسانوں نے گردن تسلیم خم کر دی۔  
لیکن مہتر صغیر کو اس میں سزاواروں خامیاں نظر آئیں۔  
کیونکہ ان کی عقل ماضی اور حال کے گرداب میں مبتلا  
تھی۔ اور انہیں انداز تھا کہ خدا تعالیٰ کے قادر مطلق اور  
عالم الغیب ہونے پر یقین نہیں تھا۔ ورنہ کوئی وجہ نہ  
تھی کہ وہ اپنی قابلیتوں کے سراپ پر فافع اور  
کبر و نخوت کے فتنے میں مست ہو کر اللہ تعالیٰ کے  
نور کا انکار کر دیتے۔ پھر حال جماعت کے ایک  
طبقہ نے برکات خلافت سے بہرہ اندوز ہونے  
سے اعراض کیا۔ اور اپنی تمام کوششوں کو حضرت  
خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی مخالفت  
میں وقف کر دیا۔ خدا تعالیٰ اپنی توحید کے  
اظہار کے لئے ہمیشہ ایسے لوگوں سے کام  
لیا کرتا ہے جن کو دنیا لائق اور ضعیف سمجھتی ہے  
غیر مبایعین بھی اپنے زعم میں جماعت احمدیہ کے  
ستون بنے بیٹھے تھے۔ اور ان کا خیال تھا۔ کہ جب وہ  
نکل جائیں گے تو احمدیت کی حجت دعوام سے  
نیچے آ رہے گی۔ اور مخالفین گدھوں اور چیلوں کی  
طرح جھک کر کے افراد جماعت کی تکا بونی کر دیں گے  
ہاں یہ سب کچھ ممکن تھا۔ اگر الہی سلسلوں کی ترقی  
کا انحصار انسانوں پر ہوتا۔ لیکن جس خدا نے  
اپنے مانتوں سے احمدیت کے پودے کو  
لگایا تھا۔ اُس نے اس کی حفاظت کا کام بھی اپنے  
ہی ذمہ رکھا ہے۔ وہی عظیم و خیر مہستی۔ اس  
شجرہ طیبہ کی آبیاری اور نشوونما کی ضامن ہے۔  
باغبان بدل سکتے ہیں۔ لیکن غلہ راستی کی ترقی نہیں  
رک سکتی۔ خدا تعالیٰ کا فیصلہ ہے کہ جو شخص اس  
درخت پر وار کرے گا۔ وہ وار الٹ کر خود اسی  
پر پڑے گا۔ چنانچہ جب غیر مبایعین نے علی الاعلان  
جماعت احمدیہ اور خلافت محمود کی مخالفت  
شروع کی۔ تو خدا تعالیٰ نے اپنے حلیف سے  
وعدہ کیا کہ لیس منقہ۔ یعنی اللہ تعالیٰ یقیناً ان  
کے منصوبوں کو پاش پاش کر دے گا۔ اور  
دشمنوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے اپنی قدرت کاملہ  
کا نظارہ دنیا کو دکھائے گا۔ اس الہام کے  
تحت حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز



کی ہر ایک کامیابی معاندین سلسلہ کو سانپ کی طرح ڈستی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا جلال ظاہر ہوتا ہے۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی حیات طیبہ حسن و احسان کے لحاظ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کالات کی نظیر ہے۔ یوں تو حضور کی خوبیوں کا مطالعہ بیسیوں نقطہ ہائے نگاہ سے کیا جاسکتا ہے۔ اور حضور ہر زاویہ سے نورِ جلالی نورِ نظر آتے ہیں۔ لیکن اس مختصر سے مضمون میں اجمالی طور پر صرف جلالی پہلو پر روشنی ڈالنا مقصود ہے۔ اس لئے میں حضور کے سوانح میں سے چند ایسے امور پر اکتفا کروں گا جن کا تعلق براہِ راست میرے موضوع سے ہے۔ و اتوفیقی الالباب۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے خطبات حضور کی قلبی کیفیات کا آئینہ ہیں خطبات کے عین معانی پر غور کرنے سے اس حقیقت کا بین طور پر انکشاف ہوتا ہے کہ حضور اللہ تعالیٰ کے عشق میں محو اور اس کی محبت میں محو ہیں۔ اور حضور کو تکوین کا درجہ حاصل ہے۔ اس لئے جو کچھ حضور کی زبان مبارک سے نکلتا ہے۔ اس کے پیچھے روح القدس کی تائید ہوتی ہے۔ بسا اوقات حضور کے خطبات میں الہامی رنگ پایا جاتا ہے۔ اور ہر ایک فقرہ اس طور پر اسرار روحانیت کی نقاب کشائی کرتا ہے کہ سامعین اپنے آپ ایک اور ہی دنیا میں پاتے ہیں۔ جہاں اللہ تعالیٰ کی صفات کا جلوہ عریاں شکل میں نظر آتا ہے۔ الفاظ بجلی کی طرح دل پر گرتے ہیں۔ اور روح ایک عجیب پیکریت سرور سے لبریز ہو جاتی ہے۔ اس وقت ہر ایک انسان محسوس کرتا ہے کہ بولنے والے کی زبان بند ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی آواز نکل رہی ہے۔ حضور کی تقریر میں قوت اثر شوکت اور جلال ہوتا ہے جس کے لئے عام مقررین کی طرح حضور کو ہاتھوں سے اشارے کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ حضور کے کلام میں اللہ تعالیٰ کے جلال کا عکس ہوتا ہے۔ اس لئے جب مخالفین کی سزا دہی کے لئے حضور کچھ فرماتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ کی غیرت اُسے پورا کر کے دکھا دیتی ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔

بعد از خدا جنتی محمد محرم  
گر کفر این بود سجدہ اسخت کا حرم  
حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بھی کئی مرتبہ اس شعر کے ذریعہ اپنے عشق

کا اظہار فرمایا ہے۔ اور سچ تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بند حضور کو سب سے زیادہ غیرت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے لئے ہی ہے۔ احرار نے جب جماعت احمدیہ اور اس کے امام پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شک کا الزام لگایا۔ تو حضور کی غیرت جوش میں آئی۔ اور حضور نے کلمے الفاظ میں اعلان کیا کہ اگر احرار نیک نیتی سے اس یقین پر قائم ہیں۔ تو آئیں ہم سے مباہلہ کر لیں۔ خدا تعالیٰ خود فیصلہ کر دے گا۔ کہ کون گروہ حقیقی طور پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کرنا ہے لیکن احراریوں کو میدان مباہلہ میں آنے کی جرأت نہ ہوگی۔ اور انہوں نے اس چیلنج کو نا معقول و عذر پیش کر کے ٹال دیا۔ کیونکہ جلیج قبول کرنے کی صورت میں انہیں موت اپنا مہیب منہ کھولے ہوئے نظر آتی تھی۔ اسی طرح جب احراریوں نے انتہائی بے حیائی سے کام لیتے ہوئے یہ افتراء پر داز کیا کہ احمدیہ جماعت قادیان کی تعظیم میں اس قدر غلو کرتی ہے کہ اگر خانہ کعبہ کی اینٹ سے اینٹ بجا دی جائے تو بھی مرزائی لوگ اس کی کوئی پروا نہیں کریں گے بلکہ خوش ہوں گے۔ تو اس پر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا۔ ”اس کے جواب میں بھی میں کہتا ہوں۔ لعنة الله على الكاذبين خانہ کعبہ کی اینٹ سے اینٹ بجانا تو الگ رہی۔ ہم تو یہ بھی پسند نہیں کر سکتے کہ خانہ کعبہ کی کسی اینٹ کو کوئی شخص بد نیتی سے ایسی انگلی بھی لگائے اور ہمارے مکانات کھڑے رہیں۔“

”خدا شام ہے خانہ کعبہ میں قادیان سے بدرجہا زیادہ محبوب ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے اس کی پناہ چاہتے ہیں۔ اور ہم سمجھتے ہیں کہ خدا وہ دن نہیں لاسکتا۔ لیکن اگر خدا خواستہ کبھی وہ دن آئے کہ خانہ کعبہ بھی خطرہ میں ہو۔ اور قادیان بھی خطرہ میں ہو۔ اور دونوں میں سے ایک کو بچایا جاسکتا ہو۔ تو ہم ایک منٹ بھی اس مسئلہ پر غور نہیں کریں گے کہ کس کو بچایا جائے بلکہ بغیر سوچے کہہ دیں گے۔ کہ خانہ کعبہ کو بچانا ہمارا اولین فرض ہے۔ پس قادیان کو بھی خدا تعالیٰ کے حوالہ کر دینا چاہئے۔“

”مکہ وہ مقدس مقام ہے جس میں وہ گھر ہے جسے خدا نے اپنا گھر قرار دیا۔ اور مدینہ وہ بابرکت مقام ہے جس میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری گھر بنا جس کی گلیوں میں آپ جلے پھرے اور جس کی مسجد میں اس مقدس نبیؐ نے جو نبیوں سے کامل نبیؐ تھا۔ اور سب نبیوں سے زیادہ خدا کا محبوب تھا۔ نمازیں پڑھیں اور اللہ تعالیٰ

کے حضور دعائیں کہیں۔ اور قادیان وہ مقدس مقام ہے جس میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات مقدسہ کا خدا تعالیٰ نے دوبارہ حضرت مرزا صاحب کی صورت میں نزول کیا۔ یہ مقدس ہے باقی سب دنیا سے مگر نایاب ہے مکہ مغربہ اور مدینہ منورہ کے۔“

ہم ان مقامات کو مقدس ترین مقامات سمجھتے ہیں۔ ہم ان مقامات کو خدا تعالیٰ کے جلال کے ظہور کی جگہ سمجھتے ہیں۔ اور ہم ایسی عزیز ترین چیزوں کو ان کی حفاظت کے لئے قربان کرنا سعادت دارین سمجھتے ہیں۔ اور ہم یقین رکھتے ہیں کہ جو شخص ترجیحی نگاہ سے مکہ کی طرف ایک دفعہ بھی دیکھے گا خدا اس شخص کو اندھا کر دے گا۔ اور اگر خدا تعالیٰ نے کبھی یہ کام انسانوں سے یا تو جو ہاتھ اس بد بین آنکھ کو پھوڑنے کے لئے آگے بڑھیں گے ان میں ہمارا ہاتھ خدا کے فضل سے سب سے آگے ہوگا۔“

یہ جواب ایسا دندان شکن تھا کہ مخالفین کے لئے ان یہود اور بے بنیاد اعتراضات کو کودھرانے کی گنجائش نہ رہی۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عشق کا محض دعوے ہی نہیں کیا۔ بلکہ عملی طور پر ثابت بھی کر دیا کہ چو بات حضور کی زبان پر ہے وہی ان کے دل میں ہے۔ اور وہی ان کے اعمال میں ظاہر ہوئی ہے۔ مثال کے طور پر جب ایک دریدہ دھن شخص راجپال نامی نے ایک نہایت دل آزار کتاب تصنیف کی جس کا مقصد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین تھا۔ تو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اسے مصنفین کے خلاف قدم اٹھایا۔ وہ اپنی نظیر آپ سے حضور نے پہلک پر اس امر کو واضح کیا کہ ایسے سنگ نراقت انسانوں کا قتل اس قسم کے قتل کا مستقل سبب بنی کر سکتا۔

کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کی ہر شک۔۔۔۔۔ ایک شخص کے خون سے نہیں دھوئی جاسکتی۔ بانیان مذاہب کی عزت کو محفوظ کرنے کا ایک ہی طریقہ ہے۔ اور وہ یہ کہ جہاں تمام لوگ بلا تفریق مذہب توہین کرنے والے شخص کو ملامت کریں۔ وہاں وہ ایک دوسرے کے بزرگوں کا ادب و احترام کرنا بھی سیکھیں۔

اور مذہبی رواداری کی ایک ایسی فضا قائم کریں۔ جس میں بد باطنوں کو ان کے مذاہب کے خلاف زبان طعن دراز کرنے کی جرأت نہ ہو سکے۔ چنانچہ اس سکیم کے ماتحت حضور نے ۲۴ جولائی ۱۹۳۷ء



تو میاں صاحب نے ایک جہت اور کی تو ایک اور چہن  
ان کے پاؤں کے نیچے بنا۔ چہن اول میں بارش ہٹ گئی  
تو ان کے اوپر پھر بارش ہونے لگی۔ جو قطرے بارش  
کے ایسے معلوم ہوتے تھے جیسے زبردگی جھلک  
ہوتی ہے۔ تو میری آنکھ کھلی۔ اس کیفیت کو قلم بند  
کر سکتا نہیں۔ والسلام

مفسر علی

(۳)

### ملاں محمد کریم صاحب مرحوم و مغفور مہاجر خوست

مدت نیم ماہ گزشتہ کہ در خواب دیدم کہ حضرت  
خلیفۃ المسیح و میاں محمود پیوست زانو بہ زانو نشستہ  
ویا استنادہ بودند و بدست میاں محمود صاحب یک  
رسالہ گرفتہ بود۔ و بدل من محکم افتاد کدایں خلافت است  
کہ بعد از خلیفۃ المسیح خلافت اورا داد شود۔  
و ازان خواب پر من بسیار اثر و بسط افتاد و بدو پس  
از ان بیدار شدم۔ فقط۔ بقلم خود محمد کریم

(۴)

### مولوی بشیر احمد صاحب مولوی فاضل ناجھوی مرحوم و مغفور خلیفہ (مولوی عظیم اللہ صاحب ناجھوی)

۱۳ مارچ ۱۹۱۲ء کو جب حضرت سیدی خلیفۃ المسیح  
الموعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس دار فانی سے ملک  
جاودانی کی طرف رحلت فرما گئے۔ تو لوگوں کے دلوں پر  
غموں کا ایک گھٹا ٹوپ بادل چھایا ہوا تھا۔ اور لوگوں  
کو اپنے آپ کی کچھ خبر نہ تھی۔ اور ہوش و حواس  
اڑے ہوئے تھے۔ اور پھر حضور میاں صاحب کی  
تقریر سے (جو کہ عصر کی نماز کے بعد ہوئی) جو کہ  
تمام کی تمام نصائح سے پر تھی۔ لوگوں کے دلوں پر  
ایک قسم کی رقت طاری ہوئی۔ اور رونے اور چیخنے  
سے مسجد گونج اٹھی تھی۔ اور حضور ممدوح نے تقریر  
میں فرمایا تھا۔ کہ خدا تعالیٰ کی طرف جہک جاؤ۔ اور  
خدا تعالیٰ کی جناب میں عرض کرو کہ وہ ہم میں سے  
کسی کو کھڑا کرے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ جو لوگ روزہ  
رکھنے کی طاقت رکھتے ہیں وہ کل روزہ رکھیں۔ تو  
لوگوں کے دلوں کی اسوقت عجیب حالت تھی۔  
اور لوگوں کے دلوں میں خلیفہ کی بعثت کے متعلق  
عجیب قسم کا جوش و خروش پیدا ہو رہا تھا۔ اس  
وقت آئندہ ۱۳۔ ۱۴ کی درمیانی رات کو میرے  
دل کی بھی عجیب و غریب حالت ہو رہی تھی۔ اور  
میرے جسم کا ہر ایک ذرہ خدا تعالیٰ کی جناب  
میں جھکا ہوا تھا۔ تو اس آہ و زاری میں مجھے نیند  
آگئی۔ اور مفصلہ ذیل خواب دیکھا کہ:-

”میں قادیان سے باہر دارالعلوم کو جا رہا ہوں۔  
جب میں بورڈنگ ہاؤس تعلیم الاسلام کے دروازے  
سے آگے نکلا۔ تو لوگوں کی طرف سے حضور میاں صاحب  
یعنی حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کو  
ایک ہجوم کثیر کے آگے آگے اپنی طرف آتے ہوئے  
دیکھا۔ تو اس وقت میں نے یسنا کہ

”حضور ممدوح کی لوگوں نے بیعت کر لی ہے“

(۵)

### حضرت مولوی عبدالصمد صاحب مرحوم و مغفور سابق واعظ سلسلہ عالیہ احمدیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم  
محمد کا توفیق علیٰ رسولہ الکریم  
مختصر پر نور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی بدو اللہ بنور اللہ  
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ  
احمدی۔ حضرت سیدی و مولائی خلیفہ ربانی عمر ثانی حضرت  
میاں صاحب مولانا مرزا بشیر الدین محمود احمد ایدہم اللہ  
الصمد۔ عرض فدوی محمد عبدالصمد شیخ انصاری سنوری  
احمدی۔ بلیک واعظ سلسلہ عالیہ احمدیہ آنکھ۔ وفات  
حسرت آیات حضرت خلیفۃ المسیح عالم و عامل ربانی  
مدیق ثانی حضرت مولانا حکیم الامت محبوب رب العالمین  
اعلیٰ اللہ مقامہ و نور اللہ قبرہ ناگہاں سن کر دل کو قلعہ ہوا  
انا للہ وانا الیہ راجعون۔ زان بعد حضور والا کی خلافت  
منجانب اللہ سن کر دل پر مردہ کو حمد و سجدہ شکر بخشود  
رب العالمین احکم الحاکمین کرنے کا موقع مل گیا۔  
الحمد للہ علی ذالک

۲۔ پچیس مارچ کی شب بوقت صبح بذریعہ خواب  
ایک زور کی آواز سنی گئی۔ اور وہ تھی (مکھنر) خلیفہ  
جو کہ احقر کو اس روز قریباً ۸ بجے تک بکلف عرض کرتا  
ہوں۔ کہ واقعات جائیداد اور امورات سوز و ساز  
یعنی حضرت خلیفۃ المسیح اول کی وفات کی خبر۔ اور د  
کسی اور معاملہ کی خبر تھی۔ اس واسطے اس غیبی آواز  
کے دو معنی لئے گئے (۱) عمر خلیفہ حضرت مغفور  
کی عمر کی ترقی۔ لیکن ۸ بجے کے بعد کارڈ پہنچا۔ کہ  
حضرت خلیفۃ المسیح مدیق ثانی عالم جاودانی کو انتقال  
فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔  
کارڈ میں جب خلافت دوم کا ذکر نہ پڑھا۔ تو  
دل کو بڑا صدمہ پہنچا۔ اور حیرت پر حیرت تھی۔ کہ  
خلافت کا قائم ہونا ضروری اور ذکر نہیں کیا معاملہ ہے  
اور عالم محبت میں اخبارات کی تلاشی تھی۔ اور  
ناکامی۔ آخرہ اطلاق لا۔ اور دور وز بعد تب دل  
شکستہ کو صبر و سکون ہوا۔ اور خواب کی آواز کی  
صحت اور تصدیق ہو گئی۔ اور الہام حضرت امام ہمام  
علیہ الصلوٰۃ والسلام یعنی فضل عمر نے توضیح

کھلا دیا۔ الحمد للہ و شکر للہ۔

(۶)

### حضرت حکیم عبدالرحمن صاحب کاغالی مرحوم و مغفور

۱۴ مارچ ۱۹۱۲ء دیکھا حضرت صاحب (یعنی  
حضرت خلیفہ اول) اپنی مسند پر بیٹھے ہیں۔ اور  
دوہی طرف میں ہوں۔ کچھ آپ نے کلام شروع کی  
تو میاں صاحب تشریف لے آئے۔ آپ نے  
مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔ میرے لئے اور بیٹھنے کا

سامان میاں صاحب کے نیچے بچھا دو۔  
کیونکہ خلافت بنوسی ہے۔ میں نے  
جلد ہی سے منہ اور تکیے بچھا دیے۔ میاں صاحب  
ان پر بیٹھ گیا۔ اور خلیفۃ المسیح آپ کے آگے بیٹھ  
گئے۔ اور آپ نے اپنا ہاتھ اٹھا کر میاں صاحب کے  
ہاتھ میں دیا۔ اور فرمایا کہ اب تم علاج کرو۔ میاں  
صاحب نے ہاتھ پکڑ کر نسخہ لکھا شروع کر دیا۔  
پھر آنکھ کھل گئی۔

واللہ علی ما قول شہید

(۷)

### حضرت مولوی بشیر علی صاحب کاخواب

جس دیکھا کہ صاحبزادہ صاحب نماز پڑھا رہے  
ہیں۔ اور بہت سے لوگ صفیں باندھ کر ان کے  
پیچھے کھڑے ہیں۔ اور صاحبزادہ صاحب  
اونچی آواز سے اللہ اکبر کہنے لگے  
ہیں۔

(۸)

### جناب شیخ محمد اسماعیل صاحب سرساوی کارویا

میں نے ۱۳ مارچ کے سالاد جلسے میں پچیس  
دن پیشتر رویا میں دیکھا۔ کہ مفتی محمد صادق صاحب  
ایڈیٹر بدر کے مکان سے جانب دکن تالاب  
کے کنارے جہ زمین تھی ہے تمام جماعت  
اکٹھی ہوئی ہے۔ اور تمام جماعت نے شفق ہو کر  
حضرت میاں صاحب کو اپنا خلیفہ بنایا ہے  
مگر کچھ لوگ ہیں جنہوں نے مخالفت کی۔ اور الگ  
کھڑے ہوئے رہ گئے ہیں۔

پس یہ نظارہ الہی کیا تھا۔ مجھے یقین  
الہی نے اس طرف توجہ کر دیا کہ میں خلیفہ اول  
حضرت خلیفۃ المسیح کی زندگی کے لئے دعائیں  
کروں۔ چنانچہ میں نے احباب کو جو قادیان کے  
رہنے والے ہیں۔ دعا کی طرف توجہ دلائی۔ کہ  
حضرت صاحب کی زندگی کے لئے دعائیں کرو۔



کو سیرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جلسوں کی بنیاد رکھی جس میں مختلف مذاہب کے معززین کو ایک ہی پلیٹ فارم سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس سوانح حیات بیان کرنے کی دعوت دی

ہوں۔ اگر وہ ہمارے مقصد کے متعلق طعن و تشنیع سے کام لیں گے۔ اور غیر شریفانہ رویہ نہ چھوڑیں گے تو ہم سانیوں اور درندوں سے صلح کر لیں گے۔ مگر ان سے نہیں کہہ سکے۔ اگر ہماری تمام قربانیاں

ہمیں جوش آنا ہے اور آئیگا۔ مگر دل میں ہی رہے گا۔ ہمیں غیرت آئے گی مگر وہ ظاہر نہ ہوگی ہمارے قلوب ٹھکڑے ٹھکڑے ہوں گے مگر زبانیں خاموش رہیں گی۔ ہاں ایک اور ہستی ہے جو خاموش

آج اس واقعہ کو دس سال گزر چکے ہیں۔ اور ہر سال اس قسم کے جلسے دنیا کے طول و عرض پر جماعت احمدیہ کے زیر اہتمام منعقد کئے جاتے ہیں جو میں ہر مذہب و ملت کے شرفار رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کرتے ہیں۔ اور ہزاروں فقہیہ آوازیں دنیا کے کناروں میں گونجتی ہیں۔ گویا راجا کی آواز کو مٹا کر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے آقا نامدار کی تعریف و توصیف میں بلند ہوتے والوں لغروں کو فضائے عالم میں قائم کر دیا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عاشق ہیں اور حضور ایک سیکنڈ کے لئے بھی برداشت نہیں کر سکتے کر دنا کا کوئی تنفس

ان کی شان ارفع و اعلیٰ کے خلاف لب ہلا کے حضور اس معاملہ میں حد درجہ حساس واقع ہوئے ہیں۔ چنانچہ ایک دفعہ روزنامہ ”انقلاب“ نے یکم ستمبر کے متعلق دعویٰ رسالت کی خبر ”قادیانی سنت کی پیروی“ کے عنوان سے شائع کی۔ حضور نے اس موقع پر ایک خطبہ پڑھا جس میں فرمایا -

”ہمارے مقتدار نے جس طرح آریوں مہدعوں اور عیسائیوں کے متعلق فرمایا ہے کہ اگر وہ ہمارے رسول کو گائیاں دیں گے اور بد زبانیاں کریں گے تو ہم جنک کے درندوں اور زمین کے سانپوں سے صلح کر لیں گے مگر ان سے نہ کریں گے۔ اسی طرح میں غیر احمدیوں سے کہنا

اور تمام مقامات کا یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ وہ لوگ جو اتحاد کے دعوے دار ہیں۔ اور جو اتحاد کی تلقین کرتے رہتے ہیں۔ وہ بھی ہمارے مفقود اپنی ہنسی اور مسخرہ کریں۔ اور وہ اتنا بھی محسوس نہیں کر سکتے کہ ان کی ایسی باتوں کا ہم پر کیا اثر پڑ سکتا ہے۔ تو ہماری ان کے ساتھ قطعاً صلح نہیں ہو سکتی۔

جب احرار یوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کے خلاف پہنایت ہی گندہ اور ٹاپاک لہرا کر تقسیم کیا۔ اور حکومت نے جماعت احمدیہ کی صدائے احتجاج کی چڑاں پرواہ نہ کی تو حضرت امیر المؤمنین امیر المذاہمتوں نے فرمایا

بخدمت امیر المومنین

مولوی محمد صدیق صاحب مسلخ تحریک جدید قاسمی قلم

اے کہ تو ہے ناخدا کے کشتی دین خدا  
اے کہ روشن ہے تجھی سے آج روحانی سماں  
ہے نسرے دم سے ہی تابندہ جہان احمدی  
زندگی ہے مردہ روحوں کے لئے تیری زباں  
آج مفتوں ہے غلو بھی تیرے ہر انداز پر  
فکر دامگیر ہے تجھ کو اسی کی صبح و شام  
راضی ہیں دم بخود پیش کمال حیدری  
جز وصال تو وصال یار دو امکان بود  
تو مے علم الہیات سے مخمور ہے  
ہم کلامی نورین کر تجھ پہ ہے چھائی سوئی  
داستان میری بھی کچھ سن لے کہ ہوں تیرا علام  
ہو خدا کے واسطے اب اس طرف بھی اک نظر  
بحر عصیاں میں ہوں اک مدت میں ڈوبا ہوا  
سوئے غم سے جل کے ویران بنا ہے دل مرا  
ما زبان بے زبانی روز و شب سال ہوں میں  
جسکے ساتی ہو جناب حضرت رحمان سے

ایک ساعز نو عطا صدیق کو بہر خُدا

اے سرورِ جہان و دلم اُمّی ابی بر تو فِدا

نہ رہے گی وہ بدلے  
 گی اور ضرور لے گی۔  
 حکومتوں سے بھی اور  
 افراد سے بھی۔ کوئی بڑے  
 سے بڑا افسر۔ کوئی  
 پڑے سے بڑا لیڈر  
 کوئی بڑے سے بڑا  
 جتھا۔ اور کوئی بڑی  
 سے بڑی حکومت۔  
 اس کی گرفت سے بچ  
 نہ سکے گی۔ حکومت  
 اگر بیسی بہت بڑی  
 اور طاقتور حکومت ہے  
 مگر جو اس کے غدار  
 اور قذارت شناس حاکم ہیں  
 انہیں وہ خدا کی گرفت  
 سے نہیں بچا سکتی۔ وہ  
 ایسے حکام کو ہم کے گولیوں  
 سے بچانے کا انتظام  
 کر سکتی ہے۔ اور وہ  
 احمدیوں نے چلانے  
 نہیں۔ مگر بیضہ۔ قتلچ  
 اور طاعون کے حملہ سے  
 وہ کسی کو نہیں بچا سکتی۔  
 اور نہ کوئی اور طاقت ہے  
 جو خدا کی گرفت سے  
 بچا سکے۔ اگر یہی حالت  
 جاری رہی۔ اور کسی  
 دن بددعا نکل گئی۔ تو

حکومت دیکھ لے گی کہ اپنے تمام سالوں اور  
اپنی تمام حفاظتوں کے باوجود ان کو نہ بچا سکے گی  
ہمارا خدا ظلم اور نا انصافی کرنے والوں کو دیکھ  
رہا ہے۔ وہ ہمارے نہ ختمی قلوب اور ان میں  
جو جذبات ہیں ان کو دیکھتا ہے۔ پھر ہمارے  
صبر کو دیکھتا ہے۔ آخر وہ ایک دن اپنا فیصلہ  
نافذ کرے گا۔ اور پھر دنیا دیکھے گی۔ کہ کیا کچھ  
روٹا ہوتا ہے۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز  
 کے نزدیک احمدیت ہی حقیقی اسلام ہے۔  
 اس لئے وہ احمدیت یا اسلام کو مخالفین کے  
 حملوں سے بچانے کے لئے جو طریق عمل



اختیار کرتے ہیں۔ اس کی تفصیلات میں عالی مہتمی -  
اولوالعزمی اور وقار پایا جاتا ہے۔ چنانچہ حضور نے  
دنیا کے گوشے گوشے میں احمدی مہتمن قائم کئے  
ہیں۔ اور جہاں کہیں دشمن قلعہ اسلام کی دیوار کو  
نقصان پہنچانے کا ارادہ کرتا ہے۔ حضور اپنی  
جان نثار فوجوں کو مقابلے کے لئے روانہ کر دیتے  
ہیں۔ فتنہ ارتداد کا ازالہ جس خوش اسلوبی سے حضور  
حضور اسلام کے فتح نصیب جرنیل ہیں۔ اور کوئی  
سیدان ایسا نہیں جس میں مقابلہ کے وقت میں شیطان  
دم دبا کر بھاگ نہ گیا ہو۔

جب احرار نے حمایت اسلام کے بلند بانگ  
دعاویٰ سے آسمان سر پہ اٹھالیا۔ تو حضور نے  
اتمام حجت کے طور پر ان کو یوں مخاطب کیا -  
”اگر احرار یہ سمجھتے ہیں کہ وہ اسلام کا درد  
اپنے سینے میں ہم سے زیادہ رکھتے ہیں۔ تو  
آئیں اور ہم سے قربانیوں میں مقابلہ کر لیں۔  
وہ بھی مالی قربانی کریں اور ہم بھی مالی قربانی کرتے  
ہیں وہ بھی جانی قربانی کریں۔ اور ہم بھی جانی قربانیاں  
کرتے ہیں۔ پھر دیکھتے ہیں کہ کون اس مقابلہ  
میں خالق رہتا ہے۔ ہمارے آدمی ہمیشہ اپنے  
مال قربان کرتے چلے آئے ہیں۔ اور کرتے چلے  
جائیں گے۔ اسی طرح ہمارے آدمی جانی قربانیاں  
بھی کرتے ہیں۔ وہ اپنی بیویوں اور بچوں کو چھوڑ  
کر اعلیٰ کلمہ اللہ کے لئے مالک غیر میں نکل  
جاتے ہیں۔ احرار اسی آٹھ کر وڑ مسلمانانِ مہد کے  
کامندہ ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ لیکن یاد  
رکھیں اگر وہ اس مقابلہ پر آئے تو ہمارے چھین لڑا  
بھی انشاء اللہ ان سے ہر قسم کی قربانی میں بڑھ کر  
رہے گا۔ اور اگر وہ اس مقابلہ میں ہم سے بڑھ  
جائیں تو پھر ہم جھوٹے ہوں گے۔“  
آئندہ واقعات نے بتا دیا کہ مقابلہ میں برہنہ  
تو درکنار مقابلے کے تصور سے ہی ان پر عرش  
طاری ہو گیا۔ خدا تعالیٰ کے محبوب اپنے  
خالق کی گود میں ہوتے ہیں۔ اس لئے انہیں دنیا  
کی دھکیاں خائف نہیں کر سکتیں۔ حضور فرماتے  
ہیں :-

”ہم کیا ہیں ہم وہی ہیں جن کے متعلق حضرت  
مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمایا کہ  
دین حق بیمار وہ ہے کس سچو زین العابدین  
لیکن ایک ساعت کے لئے ایک منٹ کے لئے  
ایک لحظہ کے لئے بھی ہم میں سے ہر وہ شخص  
جو ذرہ بھر بھی ایمان رکھتا ہو۔ اور حضرت مسیح موعود  
کے دعوے پر غور کر کے اس نے اللہ تعالیٰ  
کے نور کو دیکھا ہو یہ خیال نہیں کر سکتا کہ ان  
طاقتوں کا نتیجہ ہمارے لئے کچھ بھی ہو سکتا ہے۔“

یہ ساری طاقتیں اگر مل جائیں۔ اور ان میں دنیا کی  
اور نامور طاقتیں شامل ہو جائیں تو اتنا بھی نقصان  
نہیں پہنچا سکتیں۔ جتنی کسی کی جھمبھانٹ پہنچا سکتی  
ہے۔ یہ سب کے سب خوش ہیں کہ ہم نے ایک  
طاقت جمع کر لی ہے۔ اور ہم بھی خوش ہیں۔ کہ  
اللہ تعالیٰ اس طاقت کو توڑنے کے سامان  
جمع کر رہا ہے۔ وہ زور لگا رہے ہیں۔ کہ ہم  
اپنے تمام منصوبوں کے ساتھ جماعت احمدیہ کو  
مٹا دیں۔ اور ہم خوش ہو رہے ہیں۔ کہ وہ مخفی  
اور پوشیدہ طاقتیں جن کے کھنکے کا ہمارے  
پاس کوئی سامان نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہمارے  
لئے ظاہر کر رہا ہے۔ ثابت کرے کہ یہ سلسلہ  
میرا قائم کردہ ہے۔“

یہ الفاظ ان ایام میں کہے گئے۔ جب جماعت  
احمدیہ فتنوں میں اس طرح گھری ہوئی تھی جس طرح  
مغربیادام کے چھلکے میں۔ سرخیز متعصب محقق اس  
نتیجے پر پہنچے بغیر نہیں رہ سکتا کہ یقین کی اس  
عظیم الشان فصیل کے پیچھے اللہ تعالیٰ کی قادرانہ  
تجلی چھپی ہوئی تھی۔ اور اسی کے جلال کی شہین  
حوادث کی ظلمت کو چیر کر مومنوں کے دلوں پر  
سکینت بکھرنازل ہو رہی تھیں۔ ورنہ مصیبت کے  
مقابلے میں یہ عزم انسان کو ورطہ تیر میں ڈالنے کے  
لئے کافی ہے۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے جلال  
کا تکیہ اللہ تعالیٰ کے جلال پر ہوتا ہے۔ اس کا  
حضور کے منہ سے نکلے ہوئے کلمات محبوبانہ بڑ  
نہیں بلکہ حکیمانہ پیش گوئی ہوتے ہیں۔ ہم یہی سہوار  
کو ایک طرف اعدائے جماعت کی مخالفت بولے  
زوروں پر تھی۔ آتش معاہدات کے شعلے اپنی  
پوری جدت سے بھرا لگ رہے تھے اور دوسری  
طرف حضور پر نور کے توکل کا سورج نصف النہار  
پر آیا ہوا تھا۔ کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب کے  
سوئٹوں میں حرکت پیدا ہوئی۔ اور حضور  
یوں گویا ہوئے :-

”دنیوی لوگ کہا کرتے ہیں کہ جب سارے  
لوگ مخالفت ہو جائیں۔ تو اس وقت نرم ہو جانا  
چاہئے۔ ہمارے خیر خواہ مسلمانوں میں سے  
بعض اور دوسری قوموں میں سے بھی کسی دفعہ  
مجھے کہہ دیا چکے ہیں۔ کہ شاید مخالفت کے ابام  
میں خاموش ہوں۔ مگر مجھے مدافعت کی ضرورت  
نہیں۔ میں تمام محالوں اور ان کے منہواؤں  
کو حضرت نوح علیہ السلام کے الفاظ میں ہی کہتا  
ہوں۔ تم سارے مل جاؤ۔ اور اپنی تمام تدابیر  
احمدیت کو چھلنے کے لئے اختیار کرو۔ تاہم ان  
کے ان منافقوں کو بھی اپنے ساتھ ملاؤ۔ جو کلمہ کلمہ  
تہمات کا بیج کر رہے ہیں۔ اور ان منافقوں کو بھی اپنے ساتھ ملاؤ۔“

جو نمازیں پڑھتے۔ روزے رکھتے اور جماعت  
کے دیگر کاموں میں حصہ لیتے ہیں۔ مگر اپنی برائیوں  
مجلسوں میں سلسلہ کے نظام پر مبنی اڑاتے۔ اور  
اس کی تحقیق و تدبیر کرتے ہیں۔ تم سارے مل جاؤ۔  
اور دن رات منصوبے کرو۔ اور اپنے  
منصوبوں کو کیل تک پہنچا دو۔ اور  
اپنی ساری طاقتیں جمع کر کے احمدیت کو مٹانے  
کے لئے تل جاؤ۔ پھر بھی یاد رکھو تم سب کے سب  
ذلیل اور رسوا ہو کر مٹی میں مل جاؤ گے۔ تباہ اور  
بر باد ہو جاؤ گے۔ اور خدا مجھے اور میری جماعت  
کو فتح دے گا۔ کیونکہ خدا نے جس راستہ پر  
مجھے کھڑا کیا ہے وہ فتح کا راستہ ہے۔ جو  
تعلیم مجھے وحی ہے وہ کامیابی تک پہنچانے  
والی ہے۔ اور جن ذرائع کے اختیار کرنے  
اس نے مجھے توفیق دی ہے وہ کامیاب  
بامراد کرنے والے ہیں۔ اس کے مقابلہ میں زمین  
ہمارے دشمنوں کے پاؤں کے نیچے سے نکل رہی ہے  
اور میں ان کی شکست کو ان کے قریب آئے دیکھ  
رہا ہوں۔ وہ جتنے زیادہ منصوبے کرتے اور  
اپنی کامیابی کے نعے نکالتے ہیں۔ اتنی ہی  
نمایاں مجھے ان کی موت دکھائی دیتی ہے۔  
چنانچہ چند ہفتے ہی گزرنے پائے تھے۔ کہ  
پنجاب کے سکھوں نے مسجد شہید گنج لاہور  
کو مسمار کر کے احراریوں کے بکھر کا جواز منوں  
مٹی کے نیچے دفن کر دیا۔ خاقینر وایا اولی الانصار  
اسلام کی جو قدر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ  
تعالیٰ نے نبصرہ العربیہ کی نگاہوں میں ہے اس  
کسی قدر اندازہ مندرجہ ذیل اقتباس سے  
لگایا جاسکتا ہے۔

”کوئی بھی موقعہ ہو ہم اسلام سے باہر نہیں  
جاسکتے۔ اسلام ہی ہمارا اور مصلحت ہے۔ اور اسلام  
ہی ہمارا بچھونا ہے۔ اور اسلام ہی ہمارا غذا  
اور ہماری راحت و آرام کا ذریعہ ہے۔ جیسے  
چھلی پانی کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی۔ ہم اسلام  
کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتے۔“

اللہ تعالیٰ کے انبیاء اور خلفاء کی بعثت  
کی غرض یہ ہوتی ہے۔ کہ ان کی صداقت کو دنیا میں  
قائم کیا جائے۔ اور اس مقصد کے لئے بڑی  
سے بڑی قربانی سے دریغ نہیں کیا جاسکتا۔ یہ  
وہ امانت ہے جس کی حفاظت کے لئے انبیاء کے  
کرام اپنی جیتی جانوں کو ہتھیلی پر رکھ کر مصروف  
عمل رہے۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ  
نبصرہ العربیہ زمانہ حال میں صداقت ربانی کے  
سب سے بڑے علمبردار ہیں۔ حضور نے اپنی  
جماعت کے ہاتھ میں صرف ایک ہی ہتھیار



دیا ہے۔ اور وہ سچائی کی تلوار ہے۔ حضور صداقت کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔  
 ”جو صداقت کے نمائندہ ہیں (یعنی انبیاء کرام) ان کے سوا باقی تمام انسان اگر ابتدائے عالم سے لے کر قیامت تک تباہ کر دیے جائیں۔ تو سچائی کے مقابلہ میں وہ اتنا وزن بھی نہیں رکھتے۔ جتنا ایک من وزن کے مقابلہ میں چنے کا ایک دانہ حیثیت رکھتا ہے۔ یہ زمین نہ آسمان یہ سولج یہ چاند یہ ستارے یہ سیارے اور قسم قسم کی اشیاء جو خدا تعالیٰ نے پیدا کیں یہ سب سچائی کے مقابلہ میں کچھ حقیقت نہیں رکھتیں۔“

”پھر فرمانے میں ایک عرصہ سے تم میں سے وہ لوگ جن کی آنکھیں ہیں انہیں دکھا رہا ہوں۔ جن کے کان ہیں انہیں سن رہا ہوں۔ اور جن کی حسیں ہیں انہیں محسوس کر رہا ہوں۔ کہ سلسلہ کے قیام یا اس کی زندگی کے قیام کے مقابلہ میں منافق تو کیا خود تمہاری جانوں کی بھی پرواہ نہیں کی جاسکتی۔ بلکہ جس طرح کتے کی سرطاسی ہوئی لاش پھینک دی جاتی ہے۔ اسی طرح اگر تم صداقت کے مقابلہ میں آجاؤ۔ تو تمہیں پھینک دیا جائے گا۔ بلکہ سرٹے ہوئے کتے کی لاش پھینکتے ہوئے بھی رحم آسکتا ہے۔ لیکن اگر تم صداقت کے مقابلہ میں کھڑے ہو جاؤ۔ تو تم سرٹے ہوئے کتے کی لاش جلتی بھی حیثیت نہیں رکھو گے۔ اور فوراً سلسلہ سے منقطع کر دیئے جاؤ گے۔“

یہ ہے صداقت کی وہ قیمت جسے حضور نے دنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔ سچ ہے جب خدا تعالیٰ کے برگزیدوں کو سچائی کے لئے عجزت آتی ہے۔ تو ان سے بڑھ کر صاف گو اور دنیا تے دون کو سر پائے استحقار سے ٹھکرا دیئے والا اور کوئی نہیں ہوتا۔ ان کے جلال سے اللہ تعالیٰ کی صفات فہم انسانی کے قریب آ جاتی ہیں۔ اور قلوب پر ہیبت الہی مسلط ہو جاتی ہے۔

حضور اپنے مقام بلند سے جو آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوا ہے۔ خوب واقف ہیں اس لئے جب لوگوں کے دل سے خلافت کی عظمت اور برکت کا احساس قدر فو ہوئے لگتا ہے۔ تو حضور نظام سلسلہ کے قیام کے لئے یاد دہانی فرمادیتے ہیں۔ چنانچہ ایک خطبہ جمعہ میں حضور نے فرمایا  
 ”آپ لوگ اس بات کو سمجھیں یا نہ سمجھیں اس طرح دنیا اس بات کو سمجھے یا نہ سمجھے۔ مگر امر واقعہ یہ ہے کہ اس وقت اسلام کی ترقی خدا

تعالیٰ نے میرے ساتھ وابستہ کر دی ہے۔ جیسا کہ ہمیشہ وہ اپنے دین کی ترقی خلفاء کے ساتھ وابستہ کیا کرتا ہے۔ پس جو میری سننے گا۔ وہ جیتے گا۔ اور جو میری نہیں سننے گا وہ ہاریگا۔ جو میرے پیچھے چلے گا۔ خدا تعالیٰ کی رحمت کے دروازے پر کھولے جائیگے۔ اور جو میرے راتے سے الگ ہو جائیگا۔ خدا تعالیٰ کی رحمت کے دروازے اس پر بند کر دیے جائیں گے۔ ایسا انسان جسکی آنکھوں کے سامنے نمود ہو۔ اس کا باوجود نمود سامنے ہونے کے صداقت پر مضبوطی سے قائم نہ رہنا بہت بڑا جرم ہے

جب حضرت مرزا شریف احمد صاحب سدر الجن پر قادیان کے ایک کمینہ گداگر نے احرار کی انجنت سے حملہ کیا۔ تو حضور نے اس موقع پر جماعت احمدیہ کو شاعر اللہ کی حفاظت کی طرف پوزور الفاظ میں توجہ دلائی۔ ذیل کی عبارت حضور کے اس جذبہ احترام پر دلالت کرتی ہے۔ جو کہ حضور کے دل میں شعرا اللہ کے متعلق موجود ہے۔

”مقامات مقدسہ پر احرار کے حملہ کا خیال سکر کے بھی ایک احمدی کا دل کانپ جائے گا۔ اور وہ ان یقینی نتائج کو فوراً سمجھ جائے گا۔ جسے حکومت نہیں سمجھ سکتی۔ ہم سمجھتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عزت ہماری نگاہ میں کیا شان رکھتی ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ جماعت کا وقار کتنا قیمتی ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ احمدیت کیا اعزاز رکھتی ہے۔ اور ہم سمجھتے ہیں کہ مقامات مقدسہ کی کیا شان ہے۔ اور ان کی حفاظت کے لئے انسان کو کس حد تک قربانیاں کرنی چاہئیں۔ مگر گورنمنٹ ان امور کو نہیں سمجھتی۔ وہ اس مسجد اقصیٰ کو جس میں ہیں اس وقت خطبہ پڑھ رہا ہوں۔ ایک ویسی ہی اینٹوں اور گارے کی بنی ہوئی مسجد سمجھتی ہے جیسی دنیا میں اور مزاروں مسجدیں ہیں۔ مگر ایک احمدی کے نزدیک یہ نہایت ہی اعلیٰ درجے کے مقامات مقدسہ میں سے ہے۔ اور اس کی حفاظت کے لئے صدیوں کی انسانی نسلیں بھی قربان کی جاسکتی ہیں۔“

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فتنہ احرار کے صبر آزمایاں میں جماعت کو صبر کا بہترین نمونہ دکھانے کی ہدایت فرمائی تھی چنانچہ بعض کمزور دل آدمی سمجھنے لگ گئے تھے کہ اس انتہائی صبر کا لازم نتیجہ یہ ہو گا۔ کہ افراد میں بزدلی پیدا ہو جائے گی۔ میرے ایک دوست نے مجھ سے اسی خیال کے متعلق گفتگو کی تو میں نے اسے کہا کہ آپ کو معلوم ہونا چاہیے

کہ جس شخص کے ہاتھ میں ہمارے جذبات ہیں۔ وہ انہیں جبروت چاہے بھاریکنا ہے اس لئے جذبات کی موت اور زندگی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ تو خوش ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک ایسا خلیفہ عطا فرمایا ہے جس کی نگاہیں خدا کے فضل سے غیب میں ہیں۔ کیونکہ اُسے خفا فی اللہ ہونے کا اتنا بلند مرتبہ حاصل ہے کہ اس کی آنکھیں اپنی آنکھیں نہیں۔ اور اس کی زبان اپنی زبان نہیں اور اس کا دل اپنا دل نہیں۔ بلکہ اس کا دل زبان اور آنکھیں اللہ تعالیٰ کے قبضہ تصرف میں ہیں اس کا دل اللہ تعالیٰ کا عرش بن چکا ہے اس کی آنکھیں اللہ تعالیٰ کے نور سے موثر ہیں۔ اور اس کی زبان سے اللہ تعالیٰ کی آواز آتی ہے۔ ہمارا کام تو اطاعت ہے۔ اور ہماری سب سے بڑی خوبی خلیفہ اللہ کی علامی ہے جماعت بارود۔ اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا اشارہ چمکا رہی ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کی مشیت کو جب سمجھیں شعلہ زنی منظور ہوئی۔ تو تو طلسم کن سے یہ نظارہ منظر عام پر لایا جاسکتا ہے۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے احرار کی فتنہ کے ابتدائی ایام میں فرمایا تھا ”ایک دفعہ ایک پرائیویٹ بیٹک کے موقع پر سردار سکندر حیات کے مکان پر جو بدری افضل صاحب نے مجھے یہ کہا تھا۔ کہ ہمارا مقصد یہی ہے کہ احمدیہ جماعت کو کچل دیں۔ پس دشمنوں نے ہمیں چیلنج دیا ہے۔ پس جب تک تمہاری رگوں میں خون کا ایک قطرہ بھی باقی ہے۔ تمہارا فرض ہے کہ اس چیلنج کو منظور کرتے ہوئے اس گروہ کے زور کو جو یہ دھکیلاں دے رہا ہے توڑ کر کھ دو۔ اور دنیا کو تباہ دو کہ تم ہماروں کو ریزہ ریزہ کر سکتے ہو۔ سمندر تباہ کو خشک کر سکتے ہو۔ اور جو بھی تمہارے تباہ کرنے کے لئے اٹھے وہ خواہ کس قدر طاقتور حریف کیوں نہ ہو اسے خدا تعالیٰ کے فضل اور جائز ذرائع سے تم مٹا سکتے ہو۔ کیونکہ تمہارے مٹانے کی خواہش کرنے والا درحقیقت خدا تعالیٰ کے دین کو مٹانے کی خواہش کرتا ہے۔“

اس پر انہیں لوگوں کی طرف سے پر زور نعرہ ہائے تکبیر بلند ہوئے۔ جن کے متعلق ایک دنیا کو بزدلی کا شبہ پیدا ہو گیا تھا۔ لیکن چونکہ یہ نعرے خطبہ جمعہ کے دوران میں لگائے گئے تھے۔ اس لئے ان کے متعلق حضور نے ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا۔

پس مبارک ہو جماعت احمدیہ کو کہ وہ ایک ایسے واجب الاطاعت اور اولوالعزم امام کے ماتھے پر جمع ہے جس کے جلال سے معاندین



# حضرت عرفانی کبیر کا آٹھواں پوتا

یہ خبر نہایت مسرت سے احباب الحکیم پڑھیں گے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے میرے چھوٹے بھائی عزیزم مکرم شیخ داؤد احمد صاحب عرفانی کو پہلا فرزند ارجمند عطا فرمایا ہے۔ یہ بچہ حضرت عرفانی

احمد گیت پر لورہ طاری ہے۔ اور جس کا جمال اللہ تعالیٰ کے بے مثال حسن کا عشق لوگوں کے دلوں میں پیدا کر رہا ہے۔ وہ روحیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسے جبرئیل اللہ فی کل الانبیاء کی زیارت کرنا چاہتی ہیں۔ انہیں خوش خبری ہو کہ حضور علیہ السلام کا چہرہ دنیا کی نظروں سے اوجھل ہے۔ لیکن ان کا مصنفہ عکس آج بھی حضرت امیر المومنین فدا دہلوی کے آئینہ میں چمک رہا ہے۔

وہ قلوب جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و احسان کا مشاہدہ کرنے کی تڑپ رکھتے ہیں۔ انہیں یہ مژدہ جانفز اسناد دو۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے آئینہ میں اس سر پانور کا روشن چہرہ آج بھی نظر آتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے عشاق کو یہ پیغام پہنچا دو کہ اگر وہ ازلی وابدی نور کا نظارہ کرنا چاہتے ہیں۔ تو وہ انہیں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے آئینہ میں آفتاب عالم تاب کو شرفا بنو نظر آئیگا۔ حضرت امیر المومنین کا دل وہ آئینہ ہے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نکل جلوہ لگتا ہے۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نکل میں حضرت رسول اکرم خدا وانی وامی کا عکس تمام نمایاں ہے۔

## عقیدت کے پھول

عزیز عبدالستار قمر اجالوسی مدرسہ تعلیم الاسلام ہائی سکول کا ایک طالب علم ہے۔ جو حضرت امیر المومنین کے حضور اپنی عقیدت کے پھول ان اشعار کے ذریعے پیش کرنے کا خواہشمند ہے اور میں نوجوانوں میں اس جذبہ کو دیکھنے کا شہسوار ہوں۔ اس لئے خوشی سے خلافت نمبر میں شائع کرتا ہوں

ایڈیٹر

اے امام کا مگار اے مرشد عالی وقار : اے فقید روزگار اے مقتداے ذوالفقار  
اے شان الصدق اے علم و عمل کے شہریار : معنی وحدت ہوئے ہیں تیرے دم سے آشکار  
تو رباب معرفت کی بر اثر آواز ہے  
سازگار نے غیب سے حق کا نوا پرواز ہے۔  
زینت اسلام ہے تو اور زین العابدین : احمدیت کا ہے جذبہ تیرے دل میں جاگزیں۔  
چومتے ہیں تیری پیشانی کو عالم کے مکین : نور کی تابش سے رنگ مہروں تیری جس  
نخل احمد کا شکفتہ پھول جان صد سزار  
ہے تیرے دم سے گلستان محمد میں بہار  
اے مے عرفان کے ساتی جان و دل تجھ پر خدا : تو نے گرتو کی سنبھالا مر حبا اصد مر حبا !!  
حامی تو حید ہے تو دین حق کا ہے عصا : تو نے دی تبلیغ دنیا کے کناروں تک سنا :  
جو کیا وعدہ خدا نے مہدی اسلام سے  
سر بسر پورا ہوا وہ آپ ہی کے کام سے  
ہے ظفر کا تیرے ہاتھوں میں دیا حق نے علم : اے بہار باغ احمد حشمہ لطف و کرم  
اور نصرت چومتی ہے جنگ میں تیرے قدم : حشر تک پاتی رہے خلق خدا فیض اتم  
جام عرفان سے ترے ہر بادہ کش مخمور  
سرزمین قادیان حق کی ضیاء سے طور ہو۔

کبیر کا آٹھواں پوتا ہے  
یہ مولود مسعود اکبر  
۱۹۳۶ء کو بروز ہفتہ  
بوقت ۱۲ بجے دن  
پیدا ہوا۔ حضرت  
امیر المومنین ایدہ اللہ  
اس کا نام  
سلیم احمد

تجویز فرمایا۔ احباب سے  
درخواست دعا ہے۔  
کہ مولود مسعود کی  
درازی عمر اور  
خادم دین اور بلند اقبال  
ہونے کی دعا  
فرماویں :

محمود احمد عرفانی

ہم۔ میں بیٹھ جائیں۔  
جو اشارہ اللہ تعالیٰ ان  
کو ضرور ساحل عاقبت  
پر پہنچا دے گی۔ کیونکہ  
اللہ تعالیٰ کے پاک  
نبی نے فرمایا ہوا ہے

ع نوح کی کشتی میں جو بیٹھے وہی پورستگار  
و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

## دیار محبوب

میں آئیوں زائرین کو جو سالانہ جلسہ میں شمولیت کے  
کے لئے تشریف لارہے ہیں۔ الحکم ان کو صدق دل سے  
اہلا وسہلا و مرحبا  
کہتا ہے۔

ہم طوعاً یا کرہاً اس چٹان کے ساتھ تعلق پیدا کریں۔ اگر وہ  
ایسا نہیں کرینگے تو ایک وقت ایسا آئیگا جب یہ موصوف چٹان  
ان پر گر کر انکو پھیل دے گی۔ اور بطرح مہی پتھر کے نیچے دب  
کر انکے ساتھ چپک جاتی ہے۔ اسی طرح ان علیحدہ رہنے والوں کو  
بھی اس وزنی چٹان سے پیوست ہونا پڑے گا۔ لیکن ظاہر ہے کہ  
اُس ذریعہ میں جو پتھر کا جزو بن چکا ہو۔ اور اس کی پٹی کھسی میں  
جو پتھر سے چپک گئی ہو کتنا فرق ہوتا ہے۔ اس لئے قبل اس کے  
کہ وہ ٹکڑی آئے جب شیطان سجدہ کرنے کے لئے تیار ہو جائیگا  
اور وہ دن آجائے جب ایمان قابل عزت نہیں رہیگا۔ سعید روحوں  
کو چاہیے کہ ہدایت کو قبول کر کے کشتی نوح سے

اور حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آئینہ میں  
اللہ تعالیٰ کا نور ضیاء رہے۔ پس کیا ہی خوش قسمت ہیں  
وہ افراد سلسلہ عالیہ احمدیہ جن کی نگاہیں ایک ایسی کشتی کی  
طرف اٹھتی ہیں جس میں تینوں عکس اپنی پوری آب و  
تاب سے بجلی رہتے ہیں۔ چاہیے کہ تم اس نعمت عزیز تر قہ  
کی دل سے قدر کرو۔ حضرت امیر المومنین وہ منقلاطیسی مرکز  
ہیں جس کے گرد اللہ تعالیٰ دنیا کے مستند ذرات اور قابل  
جو سروں کو جمع کر کے ایک مضبوط چٹان تیار کر رہا ہے  
جو سیادہ نجات ان اس سلسلہ میں شامل نہیں ہوتے  
وہ یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر یہی ہے۔ کہ وہ



## مشاہدات اور تاثرات کی دنیا

## بغداد سے نصیبین

(گزشتہ سے پیوستہ)

## قصہ کویر

یہ قصہ کردوں کا قصہ تھا۔ یہاں سردی بہت تیز تھی اس کے آگے دریا بہتا تھا۔ اس پر کوئی پل وغیرہ نہ تھا۔ کشتیوں کے ذریعے دریا عبور کیا جاتا تھا۔ اس لئے رات کو یہاں سے آگے سفر کرنا ناممکن تھا۔ یہاں اس قصبے میں ٹھہرنے کے لئے دو قہوہ خانے تھے۔ ایک قہوہ میں مشبوہ آوازیں دیں۔ اندر سے مالک نکلا۔ اس نے کہا کہ مسافر زیادہ ہیں اور اب جگہ نہیں۔ یہاں بعض لاریاں مٹی کا قیل لادے کھڑی تھیں۔ اس جواب کو سن کر ہم اور آگے بڑھے۔ قصبہ کے سرے پر دریا کے عین سر پر ایک اور قہوہ خانہ تھا۔ یہاں بھی کئی لاریاں کھڑی تھیں۔ ہماری موٹر کے روکنے کی آواز سن کر قہوہ خانے سے مالک سے لے کر وہاں کے تماشائیوں تک ساری جماعت باہر نکل آئی۔ جس میں بعض پولیس میں بھی تھے۔

## قہوہ خانہ

ہم موٹر سے حسب معمول سخت مشقت سے ان سے قہوہ خانے کو مالک کی طرف سے مرحبا مرحبا کی آوازیں بلند ہوئیں۔

اس معمولی اسمیات سے فارغ ہو کر جب قہوہ خانے کے اندر ہم داخل ہوئے جس میں اس قہوہ کے خریدار دوبارہ اطمینان سے بیٹھ گئے تھے۔ قہوہ خانہ کیا تھا۔ ہمارے ملک کی گڑھیال۔ اس کا پورا خاکہ ہے۔ جہاں گڑ اور شکر بنائی جاتی ہے۔

اس کی دیواریں اینٹوں کی نہیں بلکہ مٹی کے بڑے بڑے ڈھیلوں کی تھیں۔ جن کی پائی تک کرنے کی ٹیٹھ گوارا نہیں کی گئی۔

زین بالکل غیر سوار اور ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ وہاں بھی پہاڑ کے اثرات ہیں۔ کہیں سے اونچی اور کہیں سے نیچی۔

جھت پر مختلف قسم کے سرکنڈے اور جھاڑیاں وغیرہ ڈالی ہوئی تھیں۔ جن کے نیچے بعض گرم خورہ لکڑی کے اور بعض عمدہ لکڑی کے ستون دیئے گئے تھے۔ جن کو بخاروں نے صاف تک نہیں کیا تھا۔ جب انسان اس کمرے کا تصور کرتا ہے۔ تو ایسا معلوم

ہوتا ہے کہ وہ ازمناہ اولیٰ میں سے جبکہ دنیا اس قسم کے تکلفات سے برہنہ تھی۔ اور زندگی صرف چند لوازمات تک محدود تھی۔ اور تمدن یا تہذیب کے نام سے ان بالکل ناماد محض تھا۔ مگر رہا ہے

مگر اس کے ساتھ ہی دوسرا منظر اس کے بالکل خلاف تھا۔ ان ننگی دیواروں پر مٹی کے تیل کے چھوٹے چھوٹے لیمپ چاروں طرف جل رہے تھے۔ جن کے نیچے معمولی قسم کے شیشے لگے ہوئے تھے۔ اور ان پر روشنی کا عکس پڑ کر ایک چمک پیدا کرتا تھا۔

یہ لیمپ اسی قہوہ خانے کا بہترین فرنیچر تھا۔ اس کے علاوہ کچھ لکڑی کے بیچ بچھے ہوئے تھے۔ جو دیواروں کے ساتھ چاروں طرف لگائے گئے تھے۔ ہاں ایک طرف مٹی کا چوڑا بنچ کا کام دے رہا تھا۔ یعنی پرچا ہاں اور بعض پرٹاٹ اور بعض پرکیل کے ٹکڑے بچھا کر اس قہوہ خانے کی شان کو ظاہر کیا گیا تھا۔

درمیان میں ایک میز تھی۔ اور اس کے ارد گرد چند کرسیاں پڑی تھیں۔ جو مونچ کی رسی سے بٹی کئیں تھیں۔ ان کرسیوں پر پانچ سپاہی بیٹھے ناش کھیل رہے تھے۔

ان سپاہیوں نے اپنی پوری وردیاں پہنی ہوئی تھیں وہ وسط میں اس طرح اور اس شان سے بیٹھے ہوئے تھے کہ اس سے اس قصبہ میں ان کی پوزیشن۔ ان کی شان کو ظاہر ہو رہی تھی۔ کبھی کبھی وہ بڑے انداز سے اپنی گردن اٹھاتے۔ اور آہستہ آہستہ اس کو اوجھڑے اور ہچکڑے ایک حاکم نہ نگاہ ڈالتے تھے۔ تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد ان کا ہاتھ خود بخود اٹھتا۔ اور مونچوں کو بل دینے لگتا۔ انھیں یہ منظر عمدہ اور خوب معلوم ہوتا تھا۔ دل چاہتا تھا کہ دیکھتا رہوں۔ کہ ان کی کس طرح اپنے وجود سے غافل ہوتا ہے۔

باقی کے حاضرین جن میں قصبہ کو تیر کے ہر قسم کے لوگ شامل تھے۔ بچے۔ بوڑھے۔ جوان۔ اپنے اپنے بچوں پر بیٹھے تھے۔ سادہ چا اور قہوے کے دور چل رہے تھے۔ بار بار قہوچی کو آوازیں پڑ رہی تھیں۔ کہیں تاش کی محفلیں تھیں۔ اور ایک کونے میں گراموفون بج رہا تھا۔ رات کی تاریکی میں دریا کی روانگی کے ساتھ اس اکیلے کمرے میں زور سے پسے والوں کے قہقہے ایک عجیب سماں پیدا کر رہے تھے۔

گراموفون کی آواز کے ساتھ نجم الدین کویری جی اس

قہوے کا مالک تھا۔ نہایت قابل شرم طور پر ادا تھا۔ ناچ ناچ رہا تھا۔ تاکہ اس کے خریدار خوش ہوں۔ اور اس طرح ان جاہل کراپوں کی رضا کو حاصل کرتا تھا۔ اور کبھی کبھی گانے بھی گاتا تھا۔ اسی حالت میں اس نے ایک لڑکے کو مجبور کیا۔ کہ وہ بھی اس کے ساتھ ل کرنا چھے تاکہ وہ اپنی بے حیائی کا مزید ثبوت دے۔ مگر اس لڑکے نے یہ کہہ کر روک دیا کہ تم کو شرم نہیں آتی۔ یہ عیب ہے ہم اس نظارے کو دیکھنے کی چند منٹ بھی تاب نہ لا سکتے تھے۔

نجم الدین کو بلا کر میں نے کہا کہ ہمارے لئے کسی الگ مکان کا انتظام کر دو۔ تم جو کراپہ مانگو گے دینے کے لئے تیار ہوں۔ مگر اس نے کہا کہ اس قہوہ کے سوا کوئی جگہ نہیں۔ اور یہ لوگ تھوڑی دیر کے بعد چلے جائیں گے۔ آپ ذرا بیٹھیں جگہ خالی ہو جائے گی۔ اس نے ہماری ضرورت کا اس سے زیادہ احساس نہ کیا۔ کہ شاید ہم کو پینہ تنگ کر رہی ہے۔ مجبوراً بیٹھا پڑا اس حالت میں ہم کبھی ان لوگوں کو۔ اور کبھی اپنے آپ کو کبھی نجم الدین کے رقص کو۔ اور کبھی اس سوٹل کی دلچسپ درو دیوار کو دیکھنے۔ تو کبھی اس حالت پر مبنی آتی۔ اور کبھی مسلمانوں کی حالت دیکھ کر رونا آتا۔ ایسے شب تک یہی شور و شغب رہا۔ اور کچھ سمجھ نہ آیا کہ کیا کیا جائے۔

اگرچہ کے بعد قہوہ خانہ خالی ہوا۔ موٹر ڈرائیوروں کی کے ساتھ ہم نے بھی اپنے بستر کھولے برادر امبراہیم علی نے میرا ہتھکڑا بچھا دیا۔ مجھے سفر میں اس سے بہت آرام ملا۔ جہاں اللہ احسن الجزا صبح ہوئی۔ آنکھ کھلی۔ دیکھا تو چاروں طرف برف ہی برف ہے۔ قضا حاجت کے لئے دریا کی طرف گیا۔ پانی میں ہاتھ ڈالا تو ایسا معلوم ہوا کہ ہاتھ کسی نے ٹپ کر دیا ہے۔ اس تند اور تیز سردی میں ہم نماز پڑھ اور ناشتہ کر کے موٹر میں سوار ہوئے۔ اور آگے کا رخ کیا۔ دریا کے کنارے جا کر معلوم ہوا کشتی والے ابھی نہیں آئے۔ اور جب آگے تو انہوں نے قبیلہ یہ کیا کہ پہلے لاریاں گزریں گی۔ اس لئے ہماری کار کا نمبر باوجود اولیٰ ہونے کے آخر میں آگیا۔ ان لاریوں پر ایک مندوستانی ڈرائیور بھی تھا۔ جو پنجاب کے کسی ضلع کا رہنے والا تھا۔ جسے اس کی حالت دیکھ کر افسوس ہوا۔ کہ موٹر چلانے کے لئے مندوستان سے دور اس جنگل میں پڑا ہے۔ اگر اسے یہی کام کرنا تھا تو کیا مندوستان میں موٹر نہیں چلتی۔ ہر حال صبح کے کھڑے ہوئے ۹ بج گئے۔ تب ہماری باری آئی۔ موٹر پار ہو کر سو امین فرانسے بھرنے لگی اور ایک بچے مینوسی کے کھنڈرات پر سے گزرنے لگے

## مینوسی

موسل ہمارے سامنے کھڑا تھا۔ موسل سے مینوسی دو میل کے فاصلے پر ہے۔ ان کھنڈرات کو دیکھ



# یاد جنب کو تازہ رکھنے کیلئے اسکے کلام و حالات کو پڑھو

بھی اس کو پورا نہ کر سکیں گے۔  
پھر جماعت کو متوجہ کرتے ہوئے فرمایا:-

وہ اس سٹاک کو جو موجود ہے خرید لیں  
تاکہ کام برابر جاری رہ سکے۔

ان ارشادات عالیہ کو پیش کر کے میں  
قوم سے اپیل کرتا ہوں کہ احباب کو چاہئے  
کہ سیرت مسیح موعود علیہ السلام اور  
مکتوبات احمدیہ کو خرید کر اس کام کی تکمیل میں  
ہمارا ہاتھ بٹائیں۔

صلیٰ علیہ وسلم کا پتہ: دفتر اخبار الحکم قادیان

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت طیبہ اور پاکیزہ  
سوانح کو محفوظ کرنے کے لئے حضرت والد صاحب قبلہ  
نے جو گرانقدر خدمات سر انجام دی ہیں ان کا اندازہ  
اس امر سے ہو سکتا ہے کہ حضرت امیر المؤمنین خلیفہ المسیح  
ایده اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آپ کی تصنیف کردہ  
سیرۃ کے متعلق ان الفاظ میں ارشاد فرمایا:-

”یہ کتاب ہر احمدی کے پاس ہونی چاہئے  
اور کون احمدی ہے جو اس کی خواہش  
نہ کرتا ہو۔“

پھر فرمایا

”اگر شیخ صاحب کی زندگی میں یہ کام  
نہ ہوا تو پھر دس کروڑ روپیہ خرچ کر کے

## یا قوتی گولیاں

میں چونکہ عرصہ دو سال سے مرض ذیابیطس  
بیمار تھا۔ اس بیماری کی وجہ سے مجھے ایسی  
کمزوری لاحق تھی کہ میں دیر تک کام نہیں کر سکتا تھا  
اور دماغی محنت سے مجھ پر بہت بڑا اثر پڑتا تھا  
گذشتہ ماہ میں مجھے منیجر صاحب یا قوتی گولیوں نے  
توجہ دلائی کہ میں اگر ان کی گولیاں استعمال کروں  
تو مجھے دن سے فائدہ ہوگا۔

چنانچہ میں نے وہ گولیاں استعمال کیں۔  
اور میں اب پورے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ  
یہ گولیاں واقعی مفید ہیں۔ دماغی کام کرنے والے  
لوگوں کے اور کمزور اعصاب کے مریضوں کو ان  
گولیوں سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔

اس لئے میں نے ان کی خواہش کے بغیر  
اجار الحکم میں یہ شہادت شائع کر کے خوشی محسوس  
کرتا ہوں۔

محمد احمد عرفانی ایڈیٹر الحکم

نوٹ: جو احباب ان گولیوں کو خریدنا چاہیں وہ  
منیجر صاحب یا قوتی گولیاں محلہ دار الفضل قادیان سے  
پانچ روپیہ میں منگوا سکتے ہیں۔

خدا کی شان نظر آئی۔ اور عبرت کا وسیع سبق معلوم  
ہوتا تھا۔

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے انبیاء کا مقابلہ  
ہلاکت پیدا کرتا ہے۔ یہ وہ آگ ہے جو اگرچہ جلانے  
میں دھیمی ہے۔ مگر جب انسان کے کپڑوں میں لگ  
جاتی ہے تو پھر اس کا کچھ باقی نہیں چھوڑتی۔ ان  
ان کھنڈروں سے قرآن کریم کی عظمت و جلال کا  
بیتہ چل رہا تھا۔ کیا سچ فرمایا ہے قل سیدنی الارض  
خاطر و کیف کان عاقبتہ المکذبین۔ پھر فرمایا  
ما کننا محذبین حتیٰ نبعث رسولاً۔ پس وہ  
ڈائنامیٹ جس سے سینکڑوں سالوں کی بستیاں  
الٹ کر تباہ ہو جاتی ہیں اور اپنے ٹوٹے کھنڈرات  
دوسروں کے لئے عبرت کے لئے چھوڑ جاتی ہیں۔  
وہ انبیاء کی مخالفت ہے۔ نینوا کے کھنڈرات  
اپنی زبان حال سے حضرت یونس اور  
ان کی قوم کا قصہ سنار ہے تھے۔

الغرض ان پر رعب و ہر جلال کھنڈروں کو دیکھ  
کر موصول کی طرف بڑھے۔ آج بھی جہاں ایک قصبہ نیوی  
پامی آباد ہے۔ جو اپنی طرز کے لحاظ سے قدیم  
طرز کا قصبہ ہے۔ اور وہاں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ  
چھ سات قرن ہم پیچھے پلے گئے ہیں۔ اور کسی قدیم  
دین کا نظارہ کر رہے ہیں۔ باقی باقی  
محمد احمد عرفانی

۳۳ کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ میں ہر اس صاحب اولاد  
کو جسے اپنی اولاد سے محبت ہے پورے زور سے  
کہوں گا کہ اولاد سے سچی محبت کا تقاضا یہی ہے کہ  
وہ ان کی تربیت کے اصولوں سے واقف ہوں۔ اور  
اس غرض کے لئے اگلے لئے بہترین رفیق ہی کہتے ہیں  
جو ۸۸ آنہ قیمت پر اب اسیم صاحب عادل  
کو جراثیم سے طلب دے سکتے ہیں۔

وصیت نمبر ۷۸۹۶  
مکہ عظام حیدر ولد اللہ لوک قوم جوہاں پیشہ رنگریزی  
عمر ۳۷ سال تاریخ بیعت غالباً سنہ ۱۲۹۲ھ لوک کلاں  
ڈاکٹر نہ خاص صلح گجرات بقاسمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ  
آج تاریخ ۱۲ جمادی الثانی ۱۳۵۲ھ بمطابق ۱۹۳۲ء بمقام  
آمدنی تقریباً مبلغ ۵۰۰ روپے اسوار نذر لودھی رنگساز می  
جو کم و بیش ہوتی رہتی ہے میں اپنی ماہوار آمد کا پانچ حصہ داخل  
خانہ صدر انجن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اگر کوئی مزید آمدنی  
ہوئی۔ تو اس کا بھی پانچ حصہ داخل خانہ صدر انجن احمدیہ کرنا  
رہوں گا۔ (۲) میری موجودہ جائیداد کوئی نہیں میری  
مکان میری بیوی کے نام ہے۔ اس کے علاوہ بوقت وفات  
میری کوئی جائیداد ثابت ہو تو اس کے بھی پانچ حصہ کا مالک  
صدر انجن احمدیہ تان سوگی۔ العبد۔ غلام حیدر تعلیم خود۔  
گراہ لند۔ نور حسن غلام بخوبی پورہ صلح گجرات تعلیم خود۔  
صوبہ نادر علی پریڈنٹ انجن احمدیہ بخوبی پورہ صلح گجرات تعلیم خود۔

## بچوں کی تربیت

خدا بھلا کرے کرمی ماسٹر محمد شفیع صاحب اہل علم کا  
جنہوں نے بچوں کی تربیت عامی کتاب تصنیف  
کر کے ملک بڑا احسان کیا ہے۔ ہمارے ملک میں  
بچوں کی تربیت کا مسئلہ جس قدر مشکل بنا ہوا  
ہے۔ اس قدر شاید کوئی اور مسئلہ نہ ہوگا۔ حالانکہ ملک  
و قوم کی بہبودی کا انحصار بچوں کی تربیت پر ہوتا ہے۔  
عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ والدین یہ خیال کرتے ہیں  
کہ بچوں کی پرورش صرف محبت اور محبت بھی ناجائز  
محبت سے ہی ہو سکتی ہے۔ اگرچہ گندہ مواد میں  
میں کھیلنا اور بے تور ہے۔ اگر وہ صدی اور  
آوارہ گردی کی طرف مائل ہو رہا ہے تو پھر تار ہے  
اگر وہ گالی گلوچ کا عادی ہو رہا ہے اور جھوٹ سے  
پرہیز نہیں کرتا تو والدین اس اندھی محبت کی وجہ سے  
ان کو سیدھے راستے کی طرف لانا پسند ہی نہیں کرتے  
اور اس طرح اپنی اولاد کو تباہ و برباد کر لیتے ہیں۔

اگرچہ اب ملک میں علم عام ہو رہا ہے۔ مگر اردو زبان  
میں اس موضوع پر کوئی مکمل کتاب موجود نہ تھی۔ پس  
ماسٹر صاحب موصوف نے اس کمی کو پورا کر دیا ہے  
ملک کے اہل قلم حضرات اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے  
بلند پایہ شخصیتوں نے اس کتاب کو نہایت پسندیدگی سے



# یاد جنب کو بازہ رکھنے کیلئے اسکے کلام و حالات کو پڑھو

خدا کی شان نظر آئی۔ اور عبرت کا وسیع سبق معلوم ہوتا تھا۔

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے انبیاء کا مقابلہ ہلاکت پیدا کرتا ہے۔ یہ وہ آگ ہے جو اگرچہ جلانے میں دھیمی ہے۔ مگر جب انسان کے کپڑوں میں لگ جاتی ہے تو پھر اس کا کچھ باقی نہیں چھوڑتی۔ ان کھنڈروں سے قرآن کریم کی عظمت و جلال کا پتہ چل رہا تھا۔ یہ سچ فرمایا ہے قل سیدنی الارض فانظر ولیک کان عاقبتہ الیکذیبین۔ پھر فرمایا ما کننا محذبین حتیٰ نبحت رسولاً۔ پس وہ ڈانیا میٹ جس سے سینکڑوں سالوں کی بستیاں الٹ کر تباہ ہو جاتی ہیں اور اپنے ٹوٹے کھنڈرات دوسروں کے لئے عبرت کے لئے چھوڑ جاتی ہیں۔ وہ انبیاء کی مخالفت ہے۔ نبیوں کے کھنڈرات اپنی زبان حال سے حضرت یونس اور ان کی قوم کا قصہ سنار ہے تھے۔

الغرض ان پر رعب و ہر جلال کھنڈروں کو دیکھ کر مصل کی طرف بڑھے۔ آج بھی یہاں ایک قصبہ نیوی نامی آباد ہے۔ جو اپنی طرز کے لحاظ سے قدیم طرز کا قصبہ ہے۔ اور وہاں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ چھ سات قرن ہم بھیچے چلے گئے ہیں۔ اور کسی قدیم دنیا کا نظارہ کر رہے ہیں۔ باقی باقی محمود احمد عرفانی

ص ۳۳ کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ میں ہر اس صاحب اولاد کو جسے اپنی اولاد سے محبت ہے پورے زور سے کہوں گا کہ اولاد سے سچی محبت کا تقاضا یہی ہے کہ وہ ان کی تربیت کے اصولوں سے واقف ہوں اور اس غرض کے لئے اگلے لئے بہترین رفیق بھی بن جائیں جو ۸۰ آئے قیمت پر ابراہیم صاحب عادل گوجرانوالہ سے طلب فرما سکتے ہیں۔

## وصیت نمبر ۵۸۹۶

مکہ غلام حیدر ولد اللہ لوک قوم جوہاں پیشہ رنگریزی عمر ۳۳ سال تاریخ بیعت غالباً ۱۲۸۲ھ لوک کلاں ڈاکٹر خاص ضلع گجرات بھائی بوش و جاس بلا جبر و اکراہ آج تاریخ ۱۴ جمادی الاول ۱۳۰۱ھ میری ماہوار آمدنی تقریباً مبلغ ۵۰ روپے اسوار نذر لودھراں کی سازمی ہے جو کم و بیش ہوتی رہتی ہے۔ میں اپنی ماہوار آمد کا پانچ حصہ داخل خانہ صد انجن احمدیہ کرنا ہوں گا۔ اگر کوئی مزید آمدنی ہوئی۔ تو اس کا بھی پانچ حصہ داخل خانہ صد انجن احمدیہ کرنا رہوں گا۔ (۲) میری موجودہ جائیداد کوئی نہیں میرا مکان میری بیوی کے نام ہے۔ اس کے علاوہ وقت و فوات میری کوئی جائیداد ثابت ہو تو اس کے بھی پانچ حصہ کا مالک صد انجن احمدیہ خان ہوگی۔ العبد غلام حیدر تقلم خود۔ گواہ لکند۔ نور حسن شاہ شیخ پورہ ضلع گجرات تعلیم ۱۲۸۵ھ

ص ۳۴ نادر علی پریڈیزٹ انجن احمدیہ شیخ پورہ ضلع گجرات تعلیم خود

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیوہ طیبہ اور پاکیزہ سوانح کو محفوظ کرنے کے لئے حضرت والد صاحب قبلہ نے جو گرانقدر خدمات سر انجام دی ہیں۔ ان کا انوارہ اس امر سے ہو سکتا ہے کہ حضرت امیر المؤمنین خلیفہ علیہ السلام اللہ تعالیٰ بصرہ العزیز نے آپ کی تصنیف کردہ سیرۃ کے متعلق ان الفاظ میں ارشاد فرمایا۔

”یہ کتاب ہر احمدی کے پاس ہونی چاہیے اور کون احمدی ہے جو اس کی خواہش نہ کرتا ہو۔“ پھر فرمایا

”اگر شیخ صاحب کی زندگی میں یہ کام نہ ہوا۔ تو پھر دس کروڑ روپیہ خرچ کر کے

## یا قوتی گولیاں

میں چونکہ عرصہ دو سال سے مرض ذیابیطیس بیمار تھا۔ اس بیماری کی وجہ سے مجھے ایسی کمزوری لاحق تھی کہ میں دیر تک کام نہیں کر سکتا تھا اور دماغی محنت سے مجھ پر بہت برا اثر پڑتا تھا گذشتہ ماہ میں مجھے منیر صاحب یا قوتی گولیوں نے توجہ دلائی کہ میں اگر ان کی گولیاں استعمال کروں تو مجھے دن سے فائدہ ہوگا۔

چنانچہ میں نے وہ گولیاں استعمال کیں۔ اور میں اب پورے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ گولیاں واقعی مفید ہیں۔ دماغی کام کر کے دانے لوگوں کے اور کمزور اعصاب کے مریضوں کو ان گولیوں سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔

اس لئے میں نے ان کی خواہش کے بغیر اخبار الحکم میں یہ شہادت شائع کر کے خوشی محسوس کرتا ہوں۔ محمود احمد عرفانی ایڈیٹر الحکم

منوس: جو احباب ان گولیوں کو خریدنا چاہیں۔ وہ منیر صاحب یا قوتی گولیاں محلہ دار الفضل قادیان سے پانچ روپیہ میں منگوا سکتے ہیں۔



بھی اس کو پورا نہ کر سکیں گے۔ پھر جماعت کو متوجہ کرتے ہوئے فرمایا۔ وہ اس سٹاک کو جو موجود ہے خرید لے تاکہ کام برابر جاری رہ سکے۔

ان ارشادات عالیہ کو پیش کر کے قوم سے اپیل کرتا ہوں کہ احباب کو کہ سیرت مسیح موعود علیہ السلام۔ مکتوبات احمدیہ کو خرید کر اس کام کی تکمیل میں ہمارا ماتمہ بٹائیں۔

صلیٰ کا پتہ: دفتر اخبار الحکم قادیان

## بچوں کی تربیت

خدا بھلا کرے کہ میری ماں محمد شفیع صاحب اہل حق جنہوں نے بچوں کی تربیت کا اسی کتاب تصنیف کر کے ملک بڑا احسان کیا ہے۔ ہمارے ملک میں بچوں کی تربیت کا مسئلہ جس قدر اہم مسئلہ بن چکا ہے۔ اس قدر شاید کوئی اور مسئلہ نہ ہوگا۔ حالانکہ ملک و قوم کی بہبودی کا انحصار بچوں کی تربیت پر ٹکتا ہے۔ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ والدین یہ خیال کرتے ہیں کہ بچوں کی پرورش صرف محبت اور رحمت بھی ناجائز محبت سے ہو سکتی ہے۔ اگر بچہ گندہ مواد میں بڑھے تو اس سے کیا فائدہ ہوگا۔ اگر وہ گندہ مواد کی طرف مائل ہو جائے تو پھر اس کا فائدہ کمالی مخلوق کا عادی ہو جائے اور اس سے بڑھ کر برا نہیں کرتا تو والدین اس اندھی محبت کو ان کو سیدھے راستے کی طرف لانا پسند کریں اور اس طرح اپنی اولاد کو تباہ و برباد نہ کریں اگرچہ اب ملک میں علم عام ہو رہا ہے۔ مگر اس موضوع پر کوئی عمل نہیں کرتا۔ ہمارے صاحب موصوف نے اس کے اہل فہم حضرات بلند پایہ شخصیتوں نے اس کو

اللہ بخش: ایم پریس قادیان میں باجمام شیخ محمود احمد عرفانی پرنٹر و پبلشر۔ دفتر اخبار الحکم قادیان